

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

پینسٹھوال اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 10 اپریل 2023ء بر سر مدار برق 19 رمضان المبارک 1444ھ۔

نمبر شار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	03
2	دعائے مغفرت۔	04
3	پینل آف چیئر پر سنز کا اعلان۔	04
4	توجہ دلاؤ نوٹس۔	25
5	رخصت کی درخواستیں۔	34
6	قرارداد نمبر 149 میجانب: میرضیاء اللہ لانگو، رکن صوبائی اسمبلی۔	35

ایوان کے عہدیدار

میر جان محمد خان جمالی ----- اسپیکر

سردار بابر خان موسیٰ خیل ----- ڈپٹی اسپیکر

ایوان کے افسران

جناب طاہر شاہ کاٹھ ----- سیکرٹری اسمبلی

جناب عبدالرحمن ----- اسٹائل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب مقبول احمد شاہ وانی ----- چیف رپورٹر



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 01 اپریل 2023ء بروز سوموار بہ طابق 19 رمضان المبارک 1444ھ،
بوقت سہ پہر 03:00 بجئ 20 پریصدارت میر جان محمد خان جمالی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئنچے میں
منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
 وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ط وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ع
 وَالْأَرْضِ وَالْخِلَافِ الْأَيْلِ وَالنَّهَارَ لَا يَلِيهِ لِأُولَئِكَ الْأَلْبَابِ بِلَاجْ الَّذِينَ يَذْكُرُوْنَ اللَّهَ
 قِيمًا وَ قُعُودًا وَ عَلَىٰ جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ح
 رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ح سُبْحَنَكَ فَقَنَ عَذَابَ النَّارِ بِإِنْهَا

﴿پارہ نمبر ۲ سورہ آل عمران آیات نمبر ۱۸۹ تا ۱۹۱﴾

ترجمہ: اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بیشک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا آنا جانا اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو۔ وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں کہتے ہیں اے رب ہمارے ٹونے یہ عبث نہیں بنایا تو پاک ہے سب عیبوں سے سوہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔ وَمَا عَلِمْنَا إِلَّا أَبَلَاغْ۔

مکمل ☆☆

جناب اپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مولانا صاحب! دعا کر لیں کل ہمارے پولیس والے اپنے شہید ہو گئے ہیں، انکے لیے دعائے مغفرت کریں۔
(عائے مغفرت کی گئی)

جناب نصراللہ خان زیرے: point of order جناب اپیکر!

جناب اپیکر: زیرے صاحب! ایک منٹ صبر کریں۔ ہم اس وقت ایوان میں، ملک صاحب اور زاد بخان بھی آگئے ہیں اچھی بات ہے سات ممبر ہو گئے ہیں۔ پہلے میں پینٹل کا اعلان کروں۔ قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت ذیل ارکین اسمبلی کو روں اجلاس کے لیے پینٹل آف چیئر پرسن کے لیے نامزد کرتا ہوں:

- ۱۔ جناب قادر علی نائل صاحب۔
- ۲۔ محترمہ شکیلہ نوید قاضی صاحبہ۔
- ۳۔ میر یوسف عزیز زہری صاحب۔
- ۴۔ جناب سلمیم کھوسہ صاحب۔

ایک منٹ آپ لوگ تھوڑا صبر کریں، یہ جو ہم بیٹھے ہوئے ہیں اس اسمبلی میں کسی وجہ سے یہ اسمبلیاں ہیں۔ میں اس بات پر آتا ہوں۔ زاد بخاد راسن لینا پار لیمانی تاریخ میں میں آپ سے تھوڑا اسینٹر ہوں۔

میرزاد علی ریکی: yes sir

جناب اپیکر: 50 سال پہلے 1973ء کا آئین 10 اپریل کے روز اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا، اس وقت کی قومی اسمبلی میں پاس کیا گیا تھا۔ تو اس کو 50 سال ہو گئے ہیں، اسی نشیب و فراز کے ہوتے ہوئے بھی معاملات چلتے رہے۔ مارشل لاء بھی پیچ میں گئے، نئی حکومتیں بھی آئیں، اسی اثناء میں بڑے لیڈر صاحبان وفات بھی کر گئے ہیں، جنہوں نے یہ آئین بنایا تھا اور ذوالقدر علی بھٹو پھانسی چڑھ گئے، یہ ساری ہماری تاریخ ہے۔ 1947ء سے لے کر 1973ء تک ہم کوئی صحیح آئین نہیں بنائے جس میں اکائیوں کے بارے میں بات کی گئی ہو۔ نصراللہ زیرے! آپ بہت چھوٹے ہوں گے جب آپ نے کبھی سن ہو گا شیخ محبی الرحمن کے چھ پاؤں۔ آج اٹھا رہوں ترمیم آپ کو ملنے کے بعد اس آئین کے آپ اس صوبے میں چھ پاؤں سے بھی زیادہ اختیار ہو گئے ہیں۔ ابھی ہم صوبے ان اختیارات کو کیسے ان پر عمل کریں گے کیسے ان سے اپنے مقاصد حاصل کریں گے، یہ ابھی ہماری ثواب دید ہے، لیکن یہ چھوٹی سی باتیں ہیں جو آپ کو آج کے دن کا یاد کردا ہوں کہ 50 سال۔ مجھے آج جانا تھا تقریبات میں ادھر اسلام آباد۔ میں نے کہا ہیں 10 اپریل کو ہماری اپنی بلوچستان اسمبلی کا اجلاس ہے۔ اور ہمارے بلوچستان کے لیڈرز، جس کا اس وقت کے لیڈر زکا بڑا کردار ہے، نیپ کی شکل میں، اس وقت 1973ء کی بات کر رہا ہوں، جسے یو آئی کی شکل میں، دوسری تمام جماعتوں کی شکل میں بلوچستان کا بڑا کردار ہے۔ کیونکہ سیاسی طور پر ہم لوگ چھوٹے صوبے کے ضرور ہیں لیکن بہت Astute ہو گے ہیں۔ یہ سب چیزوں تھیں تو آج ہمارے پاس اختیارات ہیں

چھ پاؤنسٹس مجیب الرحمن سے زیادہ ہم کیسے ان پر عمل کرتے ہیں اختر لانگو صاحب! یہ ہمارے اوپر ہے ابھی، شاء اللہ بلوچ صاحب! اس پر ذرا تھوڑا 50 سالہ 1973ء کا آئینہ ہو گیا آج میں aspect کر رہا ہوں آج کچھ آپ comment کریں گے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: سر! آپ کا حکم ہو۔

جناب اپیکر: Please take the floor

جناب شاء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اپیکر صاحب! بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اپیکر صاحب! آپ نے اپنے تجربے اور اپنا سیاسی جو دو رہا ہے اس میں آپ نے بڑے قریب سے پاکستان کی سیاسی تاریخ، پاکستان کی آئینی تاریخ اور پاکستان میں اس وقت جو عدالتی بحران یا پھر عدالتی تاریخ بننے جا رہی ہے، اس کو آپ بڑے نزدیک سے دیکھ رہے ہیں۔ اور اس سے پہلے آپ نے دیکھا بھی تھا۔ آپ نے بجا فرمایا نصر اللہ ذیرے صاحب ہم سارے ایک ہی عمر کے لوگ ہیں، جب 1973ء کا constitution اس وقت مرتب ہوا تھا اس پر مذاکرات ہو رہے تھے بات چیت ہو رہے تھے وہ بھی پاکستان میں تقریباً یہ جس دور سے ہم لوگ گزر گئے تھے تقریباً اسی قسم کا ہی دور تھا جہاں بہت بڑی political depression تھی۔ بہت زیادہ سیاسی ایک تفاؤت، ایک سیاسی تفاؤل اور سیاسی مسائل کے آثار لگے ہوئے تھے، جو ایکشن ہوئے تھے اس میں ایکشن کے نتیجے میں اکثریتی جماعت جو آئی تھی اس کے mandate کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ چھ نکات بعد میں مندرجہ ہوئے پاکستان کی تقسیم پر، اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ جب کوئی بھی قوم، بلکہ آج کل تو دنیا میں چھوٹے سے چھوٹے ادارے بھی بغیر کسی کے کسی by-laws کے یا کسی manual کے چل نہیں سکتے ہیں۔ تو پاکستان کی میرے خیال میں سیاسی تاریخ کو جب دیکھا جائے سب سے بڑی بدستشوی ہمارے ساتھ یہ ہوئی کہ قیام پاکستان کے بعد 1947ء میں 1956ء تک ہم کوئی constitution ہمارے پاس نہیں تھا۔ ہم جو بھی ہمارے پاس Acts تھے، یا ہمارے پاس جو بھی ائمہ یا سے constitution سے جب سے ہم نے borrow کیے تھے، ان کی بنیاد پر ہم اپنے نظام حکومت کو چلا رہے تھے۔ اگر آپ دیکھیں کیونکہ اس وقت بیگانہ ہمارے ساتھ شامل تھا، تو وہ بہت ضخیم سا ایک original constitution تھا۔ میرے پاس میں خوش قسمت ہوں شاید میرے پاس ایک کاپی اُس original constitution کی ابھی تک پڑی ہوئی ہے، تو اُس constitution کے اندر صوبوں کو بہت زیادہ اختیارات دیے گئے تھے۔ گو کہ اُس constitution کی عمر صرف دو سال رہی اور اگر وہ constitution شاید 1956ء والا بھی کچھ عرصہ continue کرتا تو جو ہمارے ایسٹ پاکستان کے لوگوں کے خدشات تھے، ان کی مشکلات تھیں، ان کی حکومت سازی میں یا طاقت کے اختیار میں میرے خیال میں اُن کا جو عدم توازن تھا وہ شاید ایڈریس ہوتا پاکستان 1970ء میں وہ breakup نہ

ہوتا۔ 1956ء کے constitution میں اگر دیکھیں وہاں provincial chapter ایک بھی ہوا کرتا تھا، ایک federal chapter بھی ہوا کرتا تھا اور جو لست ہوا کرتی تھی۔ اُس کے علاوہ اُسمیں بہت سی چیزیں بہت سی تفصیل کے ساتھ دی گئی تھیں۔

جناب اپیکر: عبدالائق صاحب! ذرا دھیان دیں 73ء کے آئین کی تاریخ بتائی جائی ہے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: بہت تفصیل کیا تھا 1956ء کی constitution میں دی گئی تھی۔ لیکن 1956ء کی constitution کو، 1958ء میں جب مارشل لاء آیا وہ ختم کر دیا گیا۔ پھر اُس کے بعد جب ہم آئے ہیں پھر جو ہم basic democracy لائے، پھر ایوب خان کے دور میں جو ہمارے پاس 1960ء، 1962 کا جو constitution آیا، unfortunately constitution آیا، constitution آیا، اُس میں پورے پاکستان کے تمام لوگوں کے اختیارات کو سلب کر کے ایک فرد واحد کو دیا گیا تھا۔ اُس 1962ء کے constitution کی غلطیوں نے 1970ء کے حادثے کو جنم دیا۔ تو آئین کسی قوم کی تعمیر و ترقی میں، کہ کسی قوم کی تباہی میں بہت کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ پھر 1970ء کے بعد 1971ء، 1972ء میں، اور 1973ء کا جو constitution ہے جو آج کے دن 10 اپریل کو نافذ اعمال ہوا، اور آج تقریباً پچاس سال پورے ہو گئے ہیں جیسے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ جو اسمبلی ہے ہماری جو رکنیت ہے یا جو ہماری حیثیت ہے ہم بول رہے ہیں۔ یہ سب اسی آئین کی مرہون منت ہے۔ اور یہ آئین از خود ترتیب نہیں پایا اُسمیں بہت سی مدد، سیاسی، مفکر، دانشور، سیاسی رہنماؤں کی اس میں شب و روز کی محنتیں شامل ہیں۔ جب 1973ء کے آئین کو فریم کیا گیا اُس کو جو بنار ہے تھے اُس میں تین چار باتیں ذہن میں رکھ کر بنایا گیا کہ ایک تو یہ کہ پاکستان ایک majoritarian State کا برابری کی سی حیثیت حاصل ہوگی۔ یہ اس کا سب سے بڑا جو اس کا جو کیا کہتے ہیں کہ آپ اسکا نچوڑ جو constitution کا نکالیں گے۔ اسی لئے اُسمیں unicameral کی بجائے bicameral سسٹم introduce کیا گیا۔ آپ کی سینٹ متعارف کرائی گئی۔ اُسوقت تو یہ بات نہیں کہی گئی تھی کہ جی سینٹ کے اختیارات کم ہونے گے۔ سینٹ کو فنا نشل بل کی پاؤ رہنیں ہوگی۔ سینٹ چیف ایگزیکٹو سلیکٹ نہیں کرے گا۔ اُس وقت توجہ یہ ڈیزاٹن ہو رہا تھا اسکو frame کر رہے تھے اُس کی جو اسکو constitution کو constitute کر کے کام ہو رہا تھا۔ اُس وقت ذہن میں یہی تھا کہ یہ دو بڑے bicameral-chambers ہوں گے، بڑے پاوِرل ہوں گے، با اختیار ہوں گے، ایگزیکٹو کو اختیارات دیں گے، وفاق کی اکائیوں کو بغیر اُنکی تعداد اور رنگ و نسل کو مد نظر رکھ کر ان کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ یہ دراصل میں 1973ء کے constitution کے کرس تھا۔ کہ اُسمیں فیڈرل ازم کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی تھی۔ جناب اپیکر صاحب! آپ

ماشاء اللہ جیسے میں، ڈپٹی چیئرمین سینٹ بھی رہے ہیں، آپ نے صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی ساری دیکھی ہوگی۔ آپ کو یاد ہو گا آج سے دس سال پہلے اس constitution کی بہت ایک اور تھی۔ اسمیں 44 کے قریب subjects کے proponent ہیں کہ وہ اسکی بات کرنے والی، وکالت کرنے والا میں تھا، جب میں تھا جب میں ہوا مدعی جو وہ کیا کہتے ہیں کہ وہ اسکی لست ہوا کرتی تھی۔ کنکرنس لست یہ تھی، 2003ء میں میں جب سینٹ کا ممبر تھا تو اس میں ایک کنکرنس لست ہوا کرتی تھی۔ کنکرنس لست یہ تھی، 2004ء میں میں جب سینٹ کا ممبر تھا تو اس میں ایک کنکرنس لست ہوا کرتی تھی۔ کنکرنس لست یہ تھی، اسمیں نہیں تھی۔ اسمیں ایک فیڈرل legislative list ہے اور ایک کنکرنس legislative list تھی تو میں واحد رکن اسمبلی تھا سینٹ کا 2003ء میں جب وہ بلوچستان سے elect ہو کے گیا دوستوں اور پارٹی کے مر ہوں منٹ وہاں میرا پہلا جو Constitutional Amendment Bill آیا 1973ء کے بعد، وہ تھا 1973ء کے Constitution میں شامل کنکرنس Provincial legislative list کو Legislative List میں تبدیل کروانے کا۔ کیونکہ جب 1973 Constitution بن رہا تھا تو یہ وعدہ کیا گیا تھا جناب اسپیکر صاحب! تمام قوموں کے ساتھ کہ دس سال کے اندر جو کنکرنس لست کے تمام اختیارات ہیں، وہ صوبوں کو تفویض کر دیئے جائیں گے۔ بدلتی یہ ہوئی کہ کنکرنس لست 1973ء میں، 1983ء میں ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن 1983ء میں دیئے نہیں گئے کیونکہ 1977ء میں مارشل لاء آیا 1983ء میں یہاں ڈکٹیٹر شپ تھی۔ پھر Constitution کو کاغذ کا پرچ سمجھ کے پیپر سمجھ کے ٹوکری میں پھینک دیا گیا تھا۔ اور اس سے آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ جب آپ نے Constitution کو operationalize نہیں کیا۔ ایک side Operational Constitution کو آپ نے پر رکھ دیا۔ اور ایک ڈکٹیٹر شپ نے پاکستان کے اندر جو نظام مرتب کیا، اُسکے اثرات آج پورید نیا میں آپ کو نظر آ رہے ہیں۔ افغانستان سے لیکر ایران، ایران سے لیکر پاکستان کے کسی بھی کونے میں جائیں جو ڈکٹیٹر شپ کے دس سے پندرہ سال کا دور تھا، آپ نے اس آئین کو اہمیت اور حیثیت نہیں دی۔ اُس کا نتیجہ آپ کو یہ دیکھنے میں مل رہا ہے کہ آج نہ آپ کے علاقوں میں امن ہے، نہ سکون ہے نہ انصاف ہے نہ روزگار ہے نہ کاروبار ہے، نہ لوگوں کی سماجی، سیاسی یا آئینی کوئی بھی ترقی بھی آپ کے پھر دس پندرہ سال تک stagnate ہو کر رک گئی۔ 2010ء میں جب آپ کو یاد ہو گا جناب اسپیکر صاحب! 2004ء میں بلوچستان سے ہی اٹھنے والی جدوجہد نے بلوچستان کا بہت بڑا contribution ہے بلوچستان کی ایک بہت بڑی سیاسی تاریخ ہے، اس آئین کو بنانے میں اور اس کے ساتھ اس کے بعد اس آئین میں جو بھی تبدیلی آئی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے سیاسی اکابرین اور مدبرین کو اور بالخصوص، میں یہ بات کرنے سے کتراتا نہیں ہوں، ہماری تمام قومیوں کا یکساں کردار رہا ہے۔ لیکن جو سب سے زیادہ کردار رہا ہے وہ بلوچوں نے اگر باقیوں نے اپنی دماغ، اپنی قابلیت اور صلاحیت شاید Constitution کے frame کرنے میں، اس کو develop کرنے میں دیا ہوا ہو گا لیکن بلوچوں نے بالخصوص

جناب والا! اپنا خون پسینہ دیا ہے۔ نواب محمد اکبر خان کی شہادت سے لیکر بلوچستان میں جتنے لوگ تھے سب کی بات یہی تھی کہ ہمارا حق ملکیت، ہمارے وسائل پر ہمارا اختیار دنیا کے اندر عالمی اصول of international principles of federalism کے، اُنکے اوپر عملدرآمد کیا جائے۔ یہ 2003ء اور 2004ء میں جو struggle شروع ہوئی جس نے بلوچستان کمیٹی کی شکل دھارا، اُس بلوچستان کمیٹی کا میں ممبر تھا، تمام چیزوں کو، اُس کی جو initial تھی جو کچھ ایشوز کے اوپر تھی، جس میں کرنٹ ایشوز تھے، اُس کا Architect میں تھا، مشاہد حسین اُسکے چیزیں میں تھے، ساری presentation تھی، شیرانی صاحب اُسکے ممبر تھے۔ سب سے بڑا مطالبہ ہم نے اُس وقت بھی یہی کیا کہ جب تک آپ ایک flexible Constitution، فیڈرل ازم کے اصولوں کے مطابق نہیں بناتے، صوبوں کو با اختیار نہیں بناتے، کنکرنس لسٹ کا خاتمہ نہیں کرتے، Provincial Legislative List آئین نہیں ڈالتے، اُس وقت تک یہ Constitution، آئین مکمل نہیں ہے۔ یہ ایک بیج بوسیا گیا تھا اپریل 1973ء میں۔ یہ ابھی تک ایک تناور اور فروٹ فل درخت نہیں بن سکا ہے۔ اس کو سیاسی مدد بردار سیاسی سنجیدہ لوگ وقت کے ساتھ update کرتے ہیں۔ جب تک آپ اسکو نہیں کریں گے جناب والا! یہ بھی بوسیدہ کتاب بن جائے گی۔ پھر 2002ء کے بلوچستان کے لوگوں پر آپریشنز ہوئے۔ ہمیں اسی آئین کے اندر جتنے بھی Fundamental Rights ہیں، انسانی حقوق کے وہ سب کو violate کیا گیا۔ ہمارے اوپر تو بلڈ وزرز چلائے گئے، بندوقیں چلانی گئیں، قتل و غارت گری ہوئی، مسخ شدہ لاشیں گرائی گئیں لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ آخر وفاقد کو ہوش آیا، کہ اس Constitution کو تبدیل کرنا ہوگا، اٹھار ہویں ترمیم جو 2010ء میں آئی، جناب والا! یہ وہ بلوچستان سے اٹھنے والی جہد و جہد کی بدولت تھی۔ میں آپ کو حلوفیہ بتاؤں، میں ان چیزوں کا گواہ ہوں۔ میں اسلام آباد کے کونے کونے میں، جس طرح بلوچستان میں بھی آپ کو آئین پر، قانون پر، حکمرانی کے طرز پر، روز پر، عدالتی معاملات پر، بحث و مباحثے نہیں ملتے، اسلام آباد بھی اسی طرح تھا۔ کسی کو پرواہ نہیں تھی کہ کوئی constitution پر بات کریں۔ کوئی constitutional issues پر بات کریں، کوئی legislation پر بات کریں۔ کوئی constitution کی بات کریں۔ اس کی mobilization کی بات کریں۔ یہ تو ایک زندہ چیز ہے constitution کوئی کاغذ کا لکھڑا نہیں ہے۔

جناب اپسکر: یہ تو living documents ہیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جی جناب! living documents کو جب تک وقت کے ساتھ آپ اسکی آپاری نہیں کرتے، علمی طور پر، آئینی طور پر، قانون سازی کے طور پر، علمی و فکری طور پر، یہ آئین آہستہ آہستہ یہ بوسیدہ سی کتاب بن جاتی ہے۔ تو لہذا جب 2010ء میں، مجھے یاد ہے 2006ء میں جب ہم جلاوطنی پر گئے مسلسل میرا ایک آڑکل تھامیں مسلسل لکھتا رہا

بعد میں اسکے اوپر

A need for the Constitutional Court. Need for the Constitutional Court.

کیونکہ مجھے پتہ تھا جو جدوجہد ہم نے کئے ہیں 2006, 2007, 2008ء تک وہ ایک mature ہو گیا تھا اور اٹھا رہو ہیں ترمیم پر باتیں شروع ہو چکی تھیں۔ ہم اُس وقت اسمبلی سے اس لئے باہر تھے کہ ہم جلاوطن تھے، ہم ممبر تو تھے لیکن ہم ملک سے باہر تھے، ہمارے دوستوں نے اسمبلیوں سے استعفیٰ بھی دے دیا تھا۔ جب اٹھا رہو ہیں ترمیم منظور ہو رہی تھی اُس وقت، ہم نے اُس وقت بھی ایک بات کی تھی کہ اٹھا رہو ہیں ترمیم میں ایک flaw ہے۔ اس کی نشاندہی اگر آج DAWN کے اُس ویب سائٹ پر جائیں، آپ کو وہاں Court A need for the Constitutional Court لکھ دیں، Constitution کے ثناء اللہ بلوج، میرا آپ کو وہ بہت سی سیریز میں آرٹیکلز پاکستان کے Federal Constitute پر اور Constitutional Courts پر ملیں گے۔ تو میں نے اُس وقت بھی کہا تھا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے اسی میں Provincial Legislative List add کر دی۔ ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ آپ نے این ایف سی کی جو کمپوزیشن executive order وہ Share distribution کے تحت ہے وہ تھوڑی سی بہتر کر دی ہے۔ کیونکہ این ایف سی کی constitutional order کے تحت نہیں ہوتی ہے۔ آپ نے اسکو Constitution کے under embade کرنا چاہئے تھا آرٹیکل 160 میں۔ یہ اسی شامل نہیں ہے تیسری بات یہ ہے کہ پاکستان میں جب تک آپ نے Federal Constitutional Courts نہیں بنائے ہیں، پاکستان کے سیاسی معاملات اور عدالتی معاملات ڈانوال ڈول رہیں گے، روز کوئی عدالت اٹھ کے، جس طرح ابھی آپ دیکھ رہے ہیں تھوڑی دیر کے بعد آپ کی قرارداد آ رہی ہے، پنجاب کی ہائی کورٹ اٹھ جاتا ہے کہتا ہے کہ جی میں پنجاب کے مفادات کا تحفظ کروں گا، چاہے آئین میں یہ بات صحیح ہے یا غلط ہے میں نے پنجاب اسمبلی کے لیکیش ہر صورت کروانے ہیں۔ تو اسی چیز کو ہم لوگوں نے coceed کیا کیا ہم نے اُس وقت invit visit کیا کہ پاکستان کے اندر ایک فیڈرل سسٹم اُس وقت تک کامیاب نہیں ہو گا جب تک آپ کے پاس independent, equally represented یہ باتیں بڑی غور سے سنے کی ہیں کہ آپ کے پاس Constitutional independent, equally irrepresented Constitutional Court نہیں ہو گا پاکستان کے اندر آپ کے آئینی، سیاسی اور عدالتی معاملات اسی طرح ہوں گے جس طرح آج آپ کی عدالت کے ساتھ سپریم کورٹ میں ہو رہا ہے۔ یہ آج سے دس سال پہلے 2010ء میں جب انہوں نے یہ لایا اور آج اچھی بات ہے کہ ابھی بھی ہمیں ایک Constitutional norms کے تحت چلنا ہے۔ ان چیزوں سے قوموں کی زندگی میں اُتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں۔ اور قومیں آج کا دن میرے خیال میں ہمارے لئے ایک اور موقع پیدا کرتا ہے یا موقع فراہم

کرتا ہے کہ ایک طرف تو آئین کا پچاسواں سالگرہ منا رہے ہیں۔ دوسری طرف ہم سارے جو Constitutional Bodies ہیں،

Supreme Court is a Constitutional Body, Election Commission is a Constitutional Body, Parliament is a Constitutional Body, Provincial Assemblies are Constitutional Body, All of them are .

ایک دوسرے کے ساتھ Confrontational Situation میں آگئے ہیں۔ کوئی کسی کی بات سمجھنہیں پار ہا ہے۔ کوئی درمیان کا ایسا ادارہ نہیں ہے جو اٹھ کے آ کے کہتا کہ جی interpretation, it is our constitution کی constitution میں فیڈرل responsibility. دنیا میں 62 کے قریب فیڈرل ممالک ہیں۔ فیڈرل ممالک میں فیڈرل courts ہیں۔ ساؤتھ افریقہ کو اٹھالیں افریقہ میں سے۔ جمنی کو اٹھالیں کینڈا کو اٹھالیں پا اسی طرح دنیا کے جتنے بھی ہیں اسکے علاوہ اگر انڈیا میں ، امریکہ میں federal constitutional court نہیں ہے تو انہوں نے اپنے سپریم کورٹ کی جوہیت ہے، جنیت ہے یا جو constitutional issues پر بننے والی پیش ہیں پھر ان کے حوالے سے clearly کیا کہتے ہیں کہ ایک terms of reference ہوئے ہیں کہ جو constitutional matter ہو گا۔

That has to go to the larger bench, to the full bench. It is not going to be discussed and debated, undecided by a double bench.

یا تین بندے یا چار بھر کے ذریعے سے نہیں ہو گا۔ تو دنیا میں قوموں نے اپنی constitutional history کے ساتھ ان چیزوں کو سمجھتے ہوئے،

slowly and gradually they have empower their constitution, they have empowered their legislative system. They have empowered their conflict mitigation or conflict executive system and same times. اسکے اندر

institutions کے resolutions کے ذریعے۔ تو اس وقت جو اس آئین کی ہم بات کر رہے ہیں، پھر ایک بات جناب والا! آج کے حوالے سے بہت important ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں پورے پاکستان میں اس وقت سب سے زیادہ بات ہوتی ہے جو بڑی پارٹیاں کہتی ہیں ”انسانی حقوق“۔ انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں جی کہ یہ گرفتار ہوا۔ انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں کہ جی یہ گرفتار ہو گئے ہیں، انسانی حقوق پامال ہو گئے ہیں کہ جی اس کو چار پائی پر بٹھا دیا ہے اس

کو پرچ پر بٹھادیا ہے اس کو زمین پر بٹھادیا ہے۔ ہم بلوچستان کے لوگ ہمیشہ آپ سے یہی بات کرتے آ رہے ہیں کہ بلوچستان کا ایک سیاسی تازہ حصہ ہے۔ اس کا، اس کی resolution، اس کا solution، اس کے principles کے ساتھ ساتھ آپ کے آئین کی کچھ چیزوں میں موجود ہیں، جہاں نہیں ہیں اس کو ہم address کر سکتے ہیں۔ لہذا بلوچستان کے مسئلے کو آپ نے آئین کے تحت international principles اور constitutionally، politically کے تحت سمجھنا ہو گا اور حل کرنا ہو گا۔ اس کے اندر آرٹیکل 8 سے لیکر 28 تک کوئی بھی اگر آئین کو پڑھتا ہے۔ جب میں constitution، سینئر ایڈوازر تھاویسٹ افریقہ کا constitutional process کے حوالے سے۔ تو جب میں وہاں گیا تو میں نے گھر گھر میں، بچوں میں، اسکولوں میں، بورڈوں میں، قبائلی لوگوں میں سب میں ہم نے constitution related conferences کی۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ سارے پروفیسرز آتے ہیں، کچھ و کیلوں کو بٹھاد دیں گے، ہم یہیں پر constitution کو بنادیں گے۔ میں نے کہا آئین لوگوں کے لئے ہوتا ہے وکیلوں کے لئے نہیں اور آپ کسی بھی وقت عدالت میں جائیں سوائے constitution matter کے باقی کسی وکیل کو کسی بھی وقت پر آئین کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ beside اس کے کہ اگر وہ constitutional matter ہو۔ تو میں نے کہا کہ یہ گھر میں ہونا چاہیے۔ جس طرح بابل، جس طرح قرآن شریف، اسی طرح اگر ایک ملک میں آپ رہتے ہیں اس کے شہری ہیں، جس دن آپ آئین کو سمجھنا شروع کر دیں آپ کے ساتھ کوئی ادارہ نافضی نہیں کر سکتا۔ تو آئین کی وہ اہمیت تھی، تو ہم جب گئے تو میں نے سب سے پہلے اُن سے کہا کہ آپ چچاں ہزار آئین کی کالی چھپوائیں، کہتا ہے کہ ہم تو نیا آئین بنا رہے ہیں پرانا کیوں چھپوار ہے ہیں۔ میں نے کہا جب پرانے کو تصحیح کرنے گے نہیں، پڑھیں گے نہیں، تو نیا کیسے بنائیں گے؟ وہاں میں نے اُن کی زبانوں میں translate کروائے، بنوائے، ٹو ٹو پروگرامز کروائے۔ ویسٹ افریقہ میں آب بھی، افریقہ میں بننے والے constitution، دنیا کے ماؤنٹ آئین میں ہے۔ جس طرح ابھی یہاں بات کی اُس دن میری بہن شکیلہ صاحبہ نے بات کی کہ خواتین کو ابھی تک ہم یہاں ملازمتوں کے حوالے سے انسان نہیں سمجھتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ دوپرسنٹ، چارپرسنٹ، معذوروں کو دوپرسنٹ چارپرسنٹ۔ یہ ساری چیزیں آئین میں اتنے carefully to beautiful address ہوتیں، اتنے to carefully to beautiful address کر دی ہیں ویسٹ افریقہ میں، افریقہ میں سارے ملکوں نے کہ ہم جیسے ہم کہتے ہیں کہ ہم اُن سے آگے والے ملک ہیں۔ ہمارے آئین میں ابھی ان چیزوں کی گارنٹی نہیں ہے۔ ہم روز بروز کوئی قرارداد پاس کرتے ہیں۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے جناب والا! کہ آج یہاں دن ہے۔ آج آئین پر پوری بات نہیں ہو سکتی۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ آج کے دن اسکولوں میں، کالجوں میں، اب آپ کے سارے اداروں میں، آپ کے constitution related offices میں سینیارز relationship ہوتے۔ discussions ہوتے، ان چیلنجز پر بات کی جاتی، لوگ اسکو سمجھتے، اسکی talks ہوتے۔

گورنر کی ساتھی کی ہے۔ اس کی relationship human rights کے ساتھ کی ہے۔ اس کی relationship ڈولپمنٹ کے ساتھ کی ہے۔ اور اسکی آپ کے جوڈیشل اور سارے سسٹم کے ساتھ کی ہے۔ تو میں آپ کا مشکور ہوں جناب والا! کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اس پر تھوڑا سا بات کروں۔ باقی بھی دوست ہونگے۔ اسی امید کے ساتھ آج آیا ہوں بلکہ قرارداد صرف اسی پر particular پاس کر لیں آئیں پر کہ جو بھی آئیں کے اندر خامیاں ہیں، یا ambiguities ہیں، جو تھوڑی بہت lackings ہیں، اُن کو address کرنے کیلئے آج کے دن نیشنل سٹھ پرایک اور constitutional committee اگر بن جاتا تو آج جو سپریم کورٹ میں ہم یا ایک دوسرے کے بٹن تھوڑے نے کے واقعات ہیں، ہم دیکھ رہے ہیں، ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالنے والے واقعات ہیں، شاید یہ پاکستان میں رونما نہیں ہوتے۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: شنا صاحب! یہ coming اجلاس کیلئے تیاری کر لیں اگر اسلام آباد نہیں کر سکتا تو ہم بلوچستان اسمبلی تو اس کی پیشافت کرے کہ ہم اُن کی طرف میتھ کریں اپنی اسمبلی فلور سے کہ جی یہ مہربانی کریں کہ بہتری لاائیں۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: شکریہ۔ جناب اسپیکر! یقیناً آج 10 اپریل 2023ء ہے اور آج سے ٹھیک چھاس سال پہلے 10 اپریل 1973ء کو پاکستان کا پہلا آئین دیا گیا۔ تقریباً 23 سال کے بعد جو ایک آئین دیا، اُس سے پہلے نو سال تک یہ ملک، یہ سر زمین بے آئین رہی۔ پھر 1956ء کا آئین آیا، اُس کو بھی دو سال کے بعد پاؤں تلے روندھ کر ملک میں مارشل لاءِ گا دیا گیا۔ اور 1962ء کو جزل ایوب خان نے ایک اپنا آئین دیا۔ اور پھر ملک تاریکی کے دو ریوں میں چلتا رہا۔ اس دوران ہمارے اکابرین نے اس آئین و قانون کے لئے جو قربانیاں دیں، وہ سب کے سامنے ہیں۔ 17 اکتوبر 1958ء کو جب مارشل لاءِ گا، ملک کی پہلی مارشل لاءِ حکومت آئی تو اُس کا پہلا قیدی جو 17 اکتوبر کو گرفتار ہوا وہ خان شہید عبد الصمد خان اچکزئی تھے۔ جو پہلے اور سب سے آخر میں رہا ہونے والے قیدی تھے جنہوں نے 14 سال قید با مشقت جیل کاٹا۔ یہ بہت بڑی تاریخ ہے، یقیناً ہم اس ایسے لوگ تھے جو جمہوریت، آئین و قانون پر عملدرآمد کے ہم خواہاں تھے، اب بھی ہم ہیں، بہر حال جب 1973ء کا آئین بن رہا تھا تو کم از کم پشتون عوام کو اُسی طرح تقسیم میں رکھا گیا۔ 1973ء کے آئین میں آج بھی کوئی متحده پشتوں قومی وحدت وجود نہیں رکھتی ہے۔ اس کے باوجود جب اٹھا رہویں ترمیم ہو رہی تھی، اُس کمیٹی میں ہمارے پارٹی کے جناب عبدالرحیم خان مندو خیل صاحب، وہ اُس کمیٹی کے ممبر تھے، غالباً 90 سے زائد میئنگوں میں وہ واحد ممبر تھے جو کسی بھی میئنگ میں وہ غیر حاضر نہیں رہے۔ اور جب آخری دن وہ اٹھا رہویں ترمیم پر متفق ہو رہے تھے تو آخری دن وہ اُس

سے اتفاق اس بنیاد پر نہیں کر رہے تھے کہ اُس میں پشتون عوام کی سرزی میں کوئی طرح تقسیم رکھا گیا، بالخصوص اس صوبے میں پشتون اور بلوچ عوام کی برابری اس حوالے سے اُن کے reservations تھے اور بعد میں اُس کمیٹی نے اٹھارہویں ترمیم کی کمیٹی میں اور اُس نے اپنے ڈرافٹ میں آج بھی لکھا ہے کہ جب تک ہمارا اپنا پرانا صوبہ بحال نہیں ہوتا جو چیف کمشنر کا صوبہ تھا، جو 1887ء کی نومبر کو انگریز نے بنایا تھا، اسوقت تک اٹھارہویں ترمیم کے اُس ڈرافٹ میں لکھا گیا کہ اس صوبے میں پشتون اور بلوچ عوام زندگی کے تمام شعبوں میں وہ برابر کی حیثیت سے وہ رہیں گے، وہ بھائیوں کی طرح رہیں گے، اُس ڈرافٹ میں یہ بات لکھی گئی، وہ پھر جا کر کے جناب عبدالرجمان خان مندوخیل مرحوم نے اُس آئینی ترمیم، اٹھارہویں ترمیم پر اُس نے دستخط کیے۔ جناب اسپیکر صاحب! یقیناً دنیا جہاں کے ملک، اُنکے درمیان، قوموں کے درمیان جس طرح یہ ایک فیڈرل نظام حکومت ہے، یہاں وفاقت ہے، یہاں صوبے ہیں، federative units ہیں، ان units کو کسی نے فتح کر کے اس ملک میں شامل نہیں کیے۔ اپنے رضا کارانہ طور پر یہ ملک بنا، اور اسکی پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی، پنجاب اور بنگال کے عوام اس ملک کا حصہ بنے۔ اور جنہوں نے پہلے اس ملک کے حق میں بولا بگلہ دیش نے بنگال نے، جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے آپ سینئر پارلیمیٹرین ہیں۔ بنگال کے عوام ہم تمام سے وہ اکثریت میں تھے، وہ دنیا کی واحد مثال ہے کہ اکثریت نے اقلیت سے اپنے آپ کو چھڑا کر انہوں نے اپنا ایک علیحدہ ملک بنالیا، کس طرح؟ story مجھ سے زیادہ آپ کو پتہ ہے۔ پھر باقی ماندہ پاکستان میں آج تک تو آئینہ ہمارے ساتھ ہے، ہمارے سامنے پڑا ہوا ہے کہ اس آئینے پر عمل ہو گا لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج بھی آئینے پر اپنے روکے مطابق عمل نہیں ہو رہا ہے۔ آئینے میں جو باتیں لکھی گئی ہیں، federative units کے حوالے سے، جو Constitution کا آئینی provision ہے، کوئی آنے کا من اثریست یا CCI اور دوسرا این ایف سی ایوارڈ، جو 2007ء کے بعد وہ آج تک زیر التوہی ہے۔ اُس نے ہونا تھا لیکن این ایف سی ایوارڈ کی جس طرح distribution ہے، محاصل کی تقسیم کا 82% آپ کی آبادی کے پاس جا رہا ہے تو ظاہری بات ہے کہ پنجاب کی آبادی زیادہ ہے، وہ 54% لیکر جا رہا ہے۔ اور ہم بیچارے جن کا رقبہ ملک کا آدھا حصہ ہے اور ہمارا اُس محاصل میں جو حصہ ہے وہ بہت کم آرہا ہے۔ اسی طرح ہمارے ساتھ خاص کر پشتون عوام کے ساتھ جو مذاق کیا گیا، جو فٹا کے علاقے ہیں، جو سطح پشتونخوا ہے، جنہیں زبردستی خصم کیا گیا خیبر پشتون خواہ میں اُن کے ساتھ، 1935ء کے ایکٹ میں لکھا ہے جناب اسپیکر! انگریزوں نے کہ جب فٹا کے متعلق فیصلہ ہو گا تو فٹا کے عوام سے پوچھا جائے گا۔ لیکن جب یہ آئینی ترمیم لائی گئی وہاں قومی اسمبلی میں تو فٹا کے گیارہ میں سے دس ممبران اُس دن غیر حاضر تھے جب فٹا کو زبردستی شامل کیا جا رہا تھا۔ اور پھر آپ نے دیکھا فٹا کے حوالے سے فیصلے کیتے گئے، کل، پرسوں بھی نیشنل سیکورٹی کمیٹی کا اجلاس ہوا ہے، بڑا خطرناک اُسکے فیصلے آئے ہیں

اور ایک بار فاتا کے علاقے میں آپریشن کی تیاری ہو رہی ہے۔ جناب اسپیکر! ماضی میں 2007ء سے لیکر پھر جب پہلے سکول پشاور کا واقعہ ہوا اُسکے بعد نیشنل ایکشن پلان بنا اور اس نیشنل ایکشن پلان میں بائیس نکات دیے گئے کہ ان بائیس نکات پر عملدرآمد کر کے ہم ڈیشنسٹری کو ختم کریں گے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑا کہ اُس بائیس نکات پر عمل نہیں ہوا۔ لاکھوں ہمارے پشتون قبائل کے عوام، وہ باہر چلے گئے، IDPs ہو گئے اُنکی خواتین، ہماری ماوں بہنوں کی، بہت افسوس کا مقام ہے کہ انکی عزت کوتار تار کیا گیا لاکھوں پشتون خواتین دربہ در ہو گئیں اور ان سب کے باوجود آپ نے دیکھا کہ 2021ء میں جب 15 اگست کو جزل فیض کی قیادت میں وہاں حکومت قائم کی گئی افغانستان میں مذاکرات کیئے گئے، یہ سڑھیف کی قیادت میں اور مذاکرات ہوتے رہے، پھر ہزاروں لوگوں کو پہلی خشتوں سے پانچ ہزار ڈیشنسٹری دوں کو رہا کر کے بیہاں لایا گیا، ہزاروں لوگ لائے گئے، خود جناب سابق وزیر اعظم عمران خان نے کہا کہ تمیں ہزار لوگ لائے گئے ہیں۔ اور بائیس اگست 2021ء کو پاکستان کے جیلوں سے بغوں، ڈیرہ اسما علیل خان اور پشاور کے جیل سے سینکڑوں ڈیشنسٹری درہائے گئے۔ جب آپ نے ڈیشنسٹری درہائے آج پھر فاتا کو بہانہ بنا کر کے آپ وہاں ایک اور آپریشن کر رہے ہیں، ہماری ماوں بہنوں کو بے عزت کر رہے ہیں۔ ہمارے بازاروں کو آپ demolish کرو گے، اس پر تمام عوام غصے میں ہیں پشتون عوام غصے میں ہیں کہ پہلے ان سے پوچھا جائے جنہوں نے مذاکرات کیئے جنہوں نے ڈیشنسٹری دلائے جنہوں نے یہ تمام کچھ کیا ان کو کوٹھرے میں لاو، چاہے جو بھی ہو۔ آج نیشنل سیکورٹی کمیٹی کہہ رہی ہے ترسوں کہ اس وقت مذاکرات غلط ہوئے تھے جب غلط ہوئے تو ان کو کوٹھرے میں لاو۔ پہلے ان کو سزا میں لاو کر آپ نے یہ مذاکرات کیوں کیے آپ نے ڈیشنسٹری دوں کو کیوں چھڑایا آپ نے ڈیشنسٹری دلائے اب جب لائے اب دوبارہ بہانہ بنا کر کے اپنے مفادات کے لئے قبائل کے وسائل کو لوٹنے کے لئے آپ دوبارہ شامل وزیرستان میں یا جنوبی وزیرستان میں یا کرمدہ میں یا خیرا بخشی میں یا ہمند میں یا باجوڑ میں آپ دوبارہ جانا چاہ رہے ہیں آپ دوبارہ آپریشن کرنا چاہ رہے ہیں پھر لاکھوں لوگ IDPs ہوں گے پھر کراچی لاہور میں وہاں ہماری مائیں بہنیں بھیک مانگیں گی۔ اس طرح نہیں ہوگا خدار اس ریاست کو اس بنیاد پر نہ چلا میں۔ میں آج اس حوالے سے چونکہ پی ڈی ایم کی حکومت ہے وزیر اعظم صاحب بھی پی ڈی ایم کے ہیں اور پی ڈی ایم کے سربراہ مولانا فضل الرحمن صاحب اُسکے نائب صدر، محمود خان اچھری صاحب باقی لوگ یہ حکومت کا حصہ ہیں۔ کم از کم پی ڈی ایم کے سربراہ کو اس کے صدر کو اس کے نائب صدر کو اس حوالے سے نوٹس لینا چاہیے کہ کیا دوبارہ فاتا میں آپریشن ہوگا۔ کیا دوبارہ وہاں قتل و قتل ہو گئے؟ کیا ڈیشنسٹری کے نام پر دوبارہ پشتون عوام کا قتل عام ہوگا۔ پہلے جب 90 ہزار لوگ مارے گئے اُسمیں تو ستر ہزار پشتون تھے اب لوگوں کو روپے کی جائیدادیں demolish ہو گئیں لوگوں کے گھر اجڑ دیے گئے وانا بازار غرق ہو گیا اور میر علی بازار ختم ہو گیا اس کو demolish کیا گیا، آج دوبارہ بتیں ہو رہی ہیں، تو کم از کم حکومت کو پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ آپ نے ڈیڑھ سال پہلے

جونما کرات کیے ہیں سٹر سیف کی سربراہی میں اور پیچھے سے یا آگے سے جزل فیض تھے، وہ جب آپ نے ہمشترک دلائے، اب کہہ رہے ہو کہ یہ غلط لائے گئے ہیں۔ تو پہلے ان کو سزا دو، پھر ان پی ڈی ایم کے سربراہوں کو، ان کو باخبر ہونا چاہیے کہ کیا ہو رہا ہے، تب جا کر کے اس پر بیٹھ کر بات کی جائے۔ دوسری بات جناب اسپیکر! میرا توجہ دلا و نوش بھی ہے، آج کتنی شرم کی بات ہے، ہم آئین کی بات کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: اس کو علیحدہ لیتے ہیں، takeup کرتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیری: یونیورسٹی کے پروفیسرز گیٹ پر کھڑے ہیں، تین ماہ سے اُنکی تنخوا ہیں بھی نہیں ہیں، کم از کم ایک وندر بھیجا جائے، اُس کے بعد میرا توجہ دلا و نوش بھی ہے۔

جناب اسپیکر: وہ کرتے ہیں توجہ دلا و نوش پر آتے ہیں اس پر۔ پہلے ملک سکندر آپ 10 اپریل 1973ء کے حوالے سے بات کریں اس کے بعد پھر سردار کھیت ان صاحب۔ لیڈر آف دی اپوزیشن بات کر لیں۔ 73ء کے آئین کے حوالے سے آج اس آئین کے پچاس سال پرے ہو رہے ہیں۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم۔ اما بعد فا اعوذ باللہ من الشطئ الرنجیم۔

جناب اسپیکر: میں بس آپ کی آواز سننا چاہتا ہوں ادھر سکندر عمرانی کی آواز زیادہ آتی ہے مجھے۔ جی۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! آج کے دن کے حوالے سے چونکہ آج Constitution کے پچاس سال پورے ہو گئے ہیں۔ اس میں سب سے پہلے تو میں اپنے اکابرین کو جنوں نے پاکستان کو ایک آئین دینے کے لئے کوش کی، تکالیف جھیلیں اور محنت کی شب و روز ایک کیا۔ میں ان کو تہہ دل سے سلام پیش کرتا ہوں، خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس سے بڑھ کر جناب اسپیکر صاحب! آج کا جو ہمارا آئین ہے، احمد اللہ پاکستان کے اقوام یا پاکستانیوں کا متفقہ آئین ہے۔ اور یہ ہمارے اکابرین کی بہت بڑی کاوش ہے، بہت بڑی کوشش ہے۔ ایک متفقہ آئین دینا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اسکے علاوہ جب آپ اس آئین کے خدو خال کو دیکھیں گے تو یہ ایک عظیم معاشرے کی تربیتی کرتا ہے، تاریخ، تہذیب اور ثقافت کو اپنی بلند یوں پرپا تا ہے اس کا تحفظ کرتا ہے اور سب سے بڑھ کر جناب اسپیکر صاحب! پاکستان کے بننے کا جو مقصد ہے اس کا احاطہ اس آئین نے کیا ہے۔ اس کا آپ preamble ملاحظہ فرمائیں، تو جس مقصد کے لیے پاکستان بنائے ہے، جس مقصد کے لیے چھ لاکھ لوگوں نے جام شہادت نوش کیا ہے، خون کا نذر انہیں کیا ہے، اُس مقصد کے احاطے کے لیے ہمارا یہ آئین بدرجہ اتم آج ہمارے درمیان موجود ہے۔ اور ہمیں پُکار رہا ہے، یہ آئین ہمیں پُکار رہا ہے، ہمیں جھنگھوڑ رہا ہے، پارلیمنٹری یونیورسٹی، عام پاکستانی کو بھی، جو ڈیشی کو بھی، executive کو بھی جھنگھوڑ رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ جس مقصد کے لیے قربانیاں دی گئی ہیں اُس مقصد کو بھول گئے ہو، نظر یہ پاکستان کے نام سے آج ہم جناب اسپیکر صاحب! رہی ایوان میں، بچوں

کوتیہ اسکول کے یا کالج کے یا کسی function میں یہ تو ہم شعر کی شکل میں اُن کو بتاتے ہیں کہ جو نظر یہ پاکستان ہے یہی اس قوم کی عظمت کا نشان ہے۔ جناب اپیکر صاحب! ”نظر یہ پاکستان“ یہ ہے کہ پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے، یہاں ہر قسم کے تعصبات سے پاک مسلمان معاشرہ ہو گا جو قرآن و سنت کے تحت زندگی گزارے گا۔ جناب اپیکر صاحب! یہ آئین آج تقاضہ کر رہا ہے کہ جتنا تم سے ہو سکا ہے ہمیں رومندا ہے، تم نے میری خلاف ورزی کی ہے حالانکہ اس آئین کے تحت ایک zero انسان کو عزت اور تحفظ اتنے شان کے ساتھ حاصل نہیں ہے جتنے ہمارے اس constitution نے، ایک protection of property, dignity of man کا ایک fundamental rights میں protection of life جو انسان کی آزادی یا انسان کے بنیادی حقوق ہیں، ان سب کی بڑی وضاحت کے ساتھ تشریع اس آئین میں موجود ہے۔ اب یہ جو pillars ہیں آئین کے یہ ان کی ذمہ داری ہے یہ constitution میں جناب اپیکر! حلف بھی اٹھاتے ہیں اسمبلی میں جاتے ہوئے بھی حلف اٹھاتے ہیں عدالتوں میں جاتے ہوئے بھی حلف اٹھاتے ہیں کہ ہم اس constitution کا تحفظ کریں گے اس کی پابندی کریں گے اور ساتھ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ جو نظر یہ پاکستان کی حفاظت بھی ہماری زندگی ہمارے حلف کا حصہ ہو گا۔ اللہ بھی کہتا ہے کہ تم وہ کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں ہو۔ اس آئین نے ہمیں تحفظ تو دیا ہے لیکن اس آئین پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے آج پاکستان 75 سال کے بعد بھی جناب اپیکر تباہی سے دوچار ہے۔ ہمیں 56ء اور 62ء میں اسی شکل میں آئین کی صورت یا قرارداد مقاصد کے حوالے سے ہماری قومی شخص کو قرارداد مقاصد نے اجاد کیا ہے۔ قرارداد مقاصد آج اس آئین کا حصہ ہے، آرٹیکل (A) 2 یا ہماری قرارداد مقاصد اس آئین کا حصہ ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ آج اس بات کی ضرورت ہے کہ اس آئین کے تقدس کا خیال رکھا جائے، اس آئین کے تحت اس ملک کے معاملات چلانے جائیں۔ آئین سے کسی کو بھی بالاتر نہیں ہونا چاہیے۔ fundamental rights کے بعد جناب اپیکر صاحب! ہمارے اس constitution میں آرٹیکل 29 سے آرٹیکل 40 تک principles of policy بتائے گئے ہیں۔ اگر صرف آرٹیکل 29 سے 40 تک ہم اس constitution پر عمل کریں تو یہاں ظلم، جبرا اور ایک دوسرے کے حقوق نہیں مارے جائیں گے۔ اور اس آرٹیکل 29 سے 40 تک جناب اپیکر صاحب! یہ کہا گیا ہے کہ قومی اسمبلی میں President اور صوبائی اسمبلیوں میں گورنر، principles of policy سے متعلق، حکمت عملی کے اصولوں سے متعلق ہر سال detailed report پیش کریں گے۔ لیکن آج unfortunately golden jubilee اس آئین کی منائی جا رہی ہے لیکن بد قسمتی ہے کہ جو آئین کا تقاضہ ہے، جو principles of policy سے متعلق آئین کی ڈیماڈ ہے، لوگوں کے حقوق کا تحفظ ہے اور حکمت عملی کے اصولوں کی نسبت ذمہ داریوں کا تعین ہے، اس کے بارے میں مسلسل آئین شکنی

ہور ہی ہے جناب اسپیکر صاحب۔ قومی اسمبلی کی سطح پر پر یڈینٹ صاحب آئین شکنی کر رہے ہیں اور صوبائی اسمبلیوں میں گورنر صاحبان، تو یہ تقاضہ ہے آئین کا، اس میں Executives اور جو بھی ریاست کے ادارے ہیں وہ principles of policy سے متعلق پورے سال میں جو بھی انہوں نے reforms کیئے ہیں اُن reforms سے متعلق رپورٹ اسمبلی میں پیش کریں گے۔ لیکن unfortunately آج تک یہ رپورٹ پیش نہیں ہوئی ہے۔ مثلاً آر ٹکل اسی principles of policy کا ہے جس میں آئین قرار دیتا ہے کہ پاکستان کے مسلمان افرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اثاثی تصویرات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لئے اور انہیں ایسی سہولیات مہیا کرنے کے لئے اقدامات کیئے جائیں جن کی مدد سے وہ قرآن اور سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں۔ اب قرآن اور سنت یہ ریاست کی ڈیمائڈ ہے۔ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ پاکستان کے عوام کے لئے ایسا ماحول بنایا جائے کہ جہاں وہ قرآن اور سنت کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں یہ ریاست کی ذمہ داری ہے اور اسی کے بارے میں گورنر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کریں۔ کہ اس سال جون سے لیکر اگلے جون تک یا جنوری سے لیکر دسمبر تک قرآن اور سنت کے مطابق کون سے اقدامات کئے گئے ہیں۔ اگر صرف یہ کاغذ کا پُر زہ ہے، unfortunately تو پھر ہم سب کیلئے شرم کا مقام ہے۔ ہم اس آئین کی بات کرتے ہیں، ہم اس کی تقریبات مناتے ہیں، ہم بڑے دعوے اور بڑی تقاریر کرتے ہیں یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے کہ جب ہم اس کی بنیادوں کو، یہ بنیاد بنایا گیا ہے، اس بنیاد کی طرف ہم نہیں دیکھتے۔ اسی طرح جناب! ایک عام آدمی کی زندگی کو up کرنے کیلئے، اُسکو خوشحال بنانے کیلئے آپ کے principles of policy میں طریقہ کارکتعین کیا گیا ہے۔ لیکن جب کسی چیز کو دیکھا نہیں جا رہا ہے، جب ہم آئین کو مان ہی نہیں رہے ہیں، عمل ہی نہیں کر رہے ہیں تو پھر یہ آئین، اس کے تحت ہم پابندی، اس کے تحت ہم کیا عمل کریں گے، اور ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ آئین ہے اور ہمارے ساتھ اس طرح ہوا ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ پاکستان کا آئین انہائی جامع آئین ہے، جو آج تک ایسی قوم کو دیا گیا ہے جو اس پر عمل کرے تو اُنکی زندگیاں بن سکتی ہیں۔ یہ بھکاری نہیں ہوں گے۔ یہاں عدل کو صرف تصور کیا جاتا ہے، یہاں جس کے بس میں جتنا جبراوت ہوتا ہے وہ جبراوت کرتا ہے اس کا ہاتھ روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہاں جو جتنی زیادتی کرتا ہے وہ زیادتی کرتا جاتا ہے کوئی آئینی رکاوٹ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس کا ہاتھ روکا جائے۔ یہاں آئین کو تھوڑا جاتا تب کوئی نہیں پوچھتا یہاں آئین کو روشن اجا تا ہے تب بھی کوئی نہیں پوچھتا اس لئے میری گزارش تو سب سے بنیادی یہ ہے کہ آئین پر عملدار مکیا جائے اور جو بھی آئین شکنی کے مرتكب ہوئے اُن کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر: Thank you جی۔ سردار کھیت ان صاحب۔ 1973ء کے حوالے سے، آج پچاس سال ہو رہے ہیں ہمارے آئین پاکستان کو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: سردار عبدالرحمان کھیتراں (وزیر مواصلات و تعمیرات): اُس کی تو ضرور میں اس کو سر! گولڈن جو بلی کہتے ہیں۔

جناب اپیکر: جی. جی۔ پچاس سال پورے ہو رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پچاس سال گولڈن جو بلی ہے۔ پہلے پچیس سال شاید میرے خیال میں سلو جو بلی ہوتی ہے۔

جناب اپیکر: جی ہاں وہ فلم انڈسٹری میں۔ یہ آئین کی انڈسٹری ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ہاں وہ ریما کی بھی ابھی گولڈن جو بلی شروع ہے نا۔ سر! یہ دوستوں نے، 1973ء کے آئین کے آج پچاسویں سالگرہ ہے، میں تمام جتنے بھی ہمارے اکابرین تھے، بھٹو صاحب سے لیکر مولانا مفتی محمود صاحب، خان عبدالصمد خان، محمود خان اونکے۔۔۔۔۔

جناب اپیکر: غوث بخش بن بخوش صاحب تھے، ولی خان صاحب، سردار شیر باز مزاری، شوکت حیات صاحب، قیوم خان صاحب، سارے جو بھی تھے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: کچھ نام میں لینا نہیں چاہتا، میری زبان پر وہ آتے نہیں۔ تو میں، یہ جو متفقہ جو پیش کیا میں اُس خوشی میں جو پچاس سال، اُس کی سالگرہ ہے، سمجھیں یا اُس کو پچاس سال ہوئے۔ تو یہ قبل تحسین ہے۔ جو فوت ہو گئے ہیں یا جو زندہ ہیں میں انکو خراج تحسین اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اپیکر صاحب! میں نے جو time آپ سے لیا ہے یہ تو میں نے مبارکباد دے دی۔ پچھلے دونوں ایک واقعہ ہوا تھا۔

جناب اپیکر: اُس کو تھوڑا بعد میں نہ کریں؟ آج یہ ماحول ایسا ہے پچاس سال۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: سر! نہیں میں ماحول کو بالکل خراب نہیں کروں گا۔

جناب اپیکر: وہ میں توجہ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں کسی کی ذاتیات پر نہیں جاؤں گا، میں اُس کا تھوڑا اس background بتاؤں گا کہ کس حد تک میری victimization کی گئی ہے، one-sided social media کی گئی ہے، میں اُس پر تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہ رہا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں گے۔

جناب اپیکر: چلیں بات کر لیں کیونکہ آپ affected ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: بہت بہت شکریہ۔ سر! ایسا ہوا کہ میں، فروری سے بھی پیچھے چلے جائیں کوئی 4 اکتوبر کے بعد میں پاکستان میں بہت کم رہا، میں family کے ساتھ ترکی اور دہمی چلا گیا، اُس کے بعد پھر میرا tour ہوا، England کا، اُس کے بعد میں Morocco چلا گیا، اس طریقے سے، تین چار، تین ساڑھے تین مہینے میں باہر رہا۔ اُس کے بعد واپس آیا تو میرے بکوں کی چھٹیاں تھیں جو بہاولپور میں پڑھ رہے ہیں۔ تو میں لاہور میں اونکے ساتھ تھا۔ ایکشن کیشن آف پاکستان نے

چیز میں کسی کی لیکش کیلئے date مقرر کی 9 فروری۔ 2 فروری کو لاہور سے میں بارکھان پہنچتا ہوں۔ 9 فروری کو لیکش ہوتا ہے، الحمد للہ ڈسٹرکٹ سے لیکر منپل کمیٹی سے لیکر، یہ سارا سلسہ الحمد للہ بلوچستان عوامی پارٹی کے ایک لیڈر کی حیثیت سے الحمد للہ وہ میں sweep کرتا ہوں۔ 11 تاریخ کو وہاں سے میں کوئی کیلئے روانہ ہوتا ہوں، راستے میں میری نواب ذوالفقار علی مگسی سے بات ہوتی ہے ٹیلیفون پر لورالائی سے آگے، پھر جعفر خان مندوخیل سے بات ہوتی ہے، یہ record پر میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہ رہا ہوں، میں کوئی پہنچتا ہوں، اُس کے بعد میرے خیال میں 13 فروری کو اجلاس تھا شاید۔ میں اجلاس میں شرکت کرتا ہوں، اس چیز کا GOBLOUCHISTAN گواہ ہے بیہاں، آپ اُس وقت گورنر کے عہدے پر تھے، باہر موسیٰ خیل صاحب چیز کر رہے تھے، یہ چیز گواہ ہے، چیف منٹر کا چیز گواہ ہے، تمام آپ کی footage گواہ ہے کہ میں یہاں پر consecutive موجود ہوں۔ 20 تاریخ کی رات کو مجھے فون آتا ہے کہ جی اس قسم کا کوئی واقعہ ہوا ہے، پولیس پھر رہی ہے، مختلف لوگ لاشیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ دیر سے 11 ساڑھے گیارہ، بارہ بجے لاشیں برآمد ہوئی ہیں، تین، ایک خاتون ہے اور دو کوئی نوجوان ہیں۔ میں نے SP کو فون کیا میں نے کہا اس کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ میرے گاؤں سے کوئی ایک کلومیٹر towards south ایک اندازہ کنوں ہے وہاں سے برآمد ہوئیں۔ گھنٹے دو گھنٹے کے اندر اندر یہ disclose ہو رہا ہے، اب میں اُس کی گہرائی میں بہت گہرائی میں نہیں جانا چاہتا ہوں کیونکہ اس وقت کیس کورٹ میں ہے۔ کہ جی یہ اُسیں جو ہے نال فلاں مری اورت ہے اور فلاں مری اڑکے ہیں، کوہلو سے رات کو تین، ساڑھے تین بجے، اچھا اُنکی پہچان بھی ہو رہی ہے، انکو سارا سلسہ کر کے، یہ دو تین گھنٹے میں جوان کا باپ ہے وہ کراچی میں ہے یا جب میں ہے یا کہاں پر ہے، وہ اُدھری سے انکو پہچان رہا ہے، آج اتنا میرا خیال ہے بارکھان میڈیا میں یا جدید ٹکنالوژی میں اتنا آگے چلا گیا ہے بلوچستان کو چھوڑ کے، پاکستان کو چھوڑ کے، کہ وہ ساری چیز اور اُدھر سے وہ لاشیں یجار ہے ہیں کوہلو بیجا تے ہیں۔ اُس کے بعد ایک ڈرامہ شروع ہوتا ہے وہاں سے لاشیں لائی جاتی ہیں کوئی میں دھرنا دیا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب اُنکا پوسٹ مارٹ ہوا سول ہسپتال میں۔ مجھے آئی جی صاحب نے رابطہ کیا میرے تی ایم نے رابطہ کیا کہ جی آپ پر یہ چھوڑ کر جی اس نے کیا، اور وہ جو ہے اُنکی ماں ہے اور اُسکے بیٹے ہیں۔ میں نے خود جا کر کے گرفتاری دے دی۔ میں نے کہا کہ نجیبیت ایک پُر امن شہری کے۔ law abiding people جس کو کہتے ہیں۔ میں ڈی آئی جی کے دفتر گیا مجھے انہوں نے arrest کیا آٹھ دنوں تک مجھ سے تقسیم ہوتی رہی۔ مجھے isolate کر کھا اُسکے بعد مجھے جو ڈیشل کیا میں کوئی آٹھ دن جیل میں رہا ہوں۔ 22 تاریخ کو جب یہ پوسٹ مارٹ ہوا ہے تو اُسیں پانچ دن پرانی لاشیں ہیں، مطلب 17,18 تاریخ کے ہیں۔ میں کوئی میں موجود ہوں۔ پھر انکا DNA کیا گیا، sperms اور جو بھی میڈیکل ہے وہ ہوا۔ DNA report بھی آگئی ہے۔ اُسیں اُس اڑکی کیسا تھک کوئی sperms کوئی چیز کوئی ایسی dig-out نہیں ہوئی۔ اب ایک لامتناہی سلسہ میرے

خلاف چل پڑا۔ کسی نے اپنی سیاسی دکان اسلام آباد میں کھول لی، کسی نے کراچی میں کھول لی، کسی نے ڈیرہ غازی خان میں کھولی، عرض یہ کہ سو شل میڈیا کا کوئی ایسا سائٹ نہیں تھی کہ جس پر مجھے victimise نہیں کیا گیا۔ مجھے rapist بنا لایا گیا، مجھے قاتل بنایا گیا، نہ جانے کیا کیا القا بات دیے گئے۔ میں جب جیل سے رہا ہوا، میں دودن ادھر رہ کر میں پھر علاقے چلا گیا۔ جناب اسپیکر صاحب! میں، یہ پولیس کی تحقیقات، ایجنسیوں کی تحقیقات، میں نے openly کہا کہ جو بھی تحقیقات کرنا چاہتا ہے میرے لیوں پر میں حاضر ہوں۔ بہر حال بڑا ذرگاہ کیا گیا کہ جی اس کو منشی کے اٹھادیا جائے یہ کر دیا جائے وہ کر دیا جائے۔ allegation کی بنیاد پر، کل تک، کل میری سلیم صافی صاحب سے بات ہوئی، میں نے کہا کہ one sided ضیاء لانگو کا انٹرو یو چل رہا تھا میں پھر مجھے گھسیٹ لیا ”کہ جی وہ دندناتا پھر رہا ہے۔“ پولیس نے چالان کیا، SID نی، میں illegal confinement 344 proof 302 نہیں ہے، کوئی murderer اور rapist پہنچنیں کیا کیا، الحمد للہ اس میں۔ لیکن آج دن تک میری political victimization جاری و ساری ہے۔ سینٹ میں یہ اٹھایا گیا، ہمارے لیے قابل احترام ہے مشناق صاحب ہیں کوئی سینٹر ہے، جن کا تعلق KP سے ہے۔ با بر کہدہ گواہ ہے کہ میں نے با بر کہدہ کوفون کیا میں نے کہا کہ مشناق صاحب سے کہیں کہ آپ کو میں invite کرتا ہوں بارکھان میں، میں جاؤں گا بھی نہیں۔ آپ بارکھان چلے جائیں اگر آپ نے میری کوئی بخی جیل ثابت کر دی میں اسمبلی کی رکنیت سے بھی resign کر جاؤں گا۔ لیکن اس کے باوجود سینٹ کی interior committee وہاں ہمارے، ہماری ہی پارٹی کا ایک سینٹر ہے اس کو شاید کوئی problem کوئی اور ہے اس چیز کو آج دن تک اچھا رہے ہیں۔ اب اسکے background میں جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو تھوڑی سی عرض کروں۔ background کیا ہے کہ کسی کا کوئی روڑ کا مسئلہ ہے، وہ اپنے کھیتوں کی طرف لے جانا چاہتا تھا، گورنمنٹ آف بلوچستان کی cabinet نے اُسکی alignment change کیا وہ اُسکا problem کیا وہ اُس نے اُدھر نکالا۔ کسی کو میرے ساتھ ذاتی دشمنی تھی اور پھر آپ نے اچھی طرح دیکھا ہے کہ اب میرے اپنے اتنے قریبی اور کیا کہوں میرا بیٹا، اسکا problem کچھ اور تھا، بلدیاتی ایکشن اور سرداری و ستار بندی اور وہ۔ وہ اُدھر نکل گیا۔ اس نے یہ سارے ایک دوسرے کے ساتھ مل کے آج دن تک میری victimization کر رہے ہیں۔ کس کے لیے؟ وہ زرنا لگا یہاں پر ”کہ جی دونوں جوان مارے گئے اور ایک عورت“۔ اچھا! بعد میں وہ عورت زندہ، مجھ سے نہیں اپنے مریوں، اپنے مری اُن کے رسالدار میجر، ماما نصیب اللہ گواہ ہے، اُن کے دوسرے، وہ کہیں اور سے برا آمد ہو رہی ہے، میرے کسی ٹھکانے سے برا آمد نہیں ہوئی۔ پولیس کے پاس ساری statements ہیں۔ پہلے تو اُس کی لاش بتائی، پھر وہ زندہ ہو گئی۔ اب ایک نامعلوم، کبھی اُسکو کیا نام دے رہے ہیں، کبھی ”کہ جی وہ عورت، وہ بلوج عورت، وہ کھیت ان عورت“۔ پہنچنیں اُسکو کس طریقے سے لے جا رہے ہیں

یہ۔ یہ اس شخص کے لیے کہا جائے ہے ہیں جو کہ BLA کا ایک کارندہ تھا۔ جناب اسپیکر صاحب! اُس نے 2013ء میں سر عالم رکنی میں عبدالرحمن نامی ایک بندے کو قتل کیا اور موقع پر پکڑا گیا، جیل چلا گیا۔ اُس کے بعد ابھی میں باہر لا یا ہوا ہوں۔ ابھی میں میڈیا کے سامنے انکو پیش کروں گا۔ میرٹک، ماما نصیب اللہ ہمارا ہمسایہ ہے، رشتہ دار بھی ہے۔ ہمارے کو ہلو اور بارکھان کے درمیان میں ایک بیبرٹک ہے ہماری بارداری وہاں رہتی ہے۔ اس شخص نے وہاں ماننز لگائی، ایک نوجوان ہے اُس کی ایک ٹانگ ضائع ہو گئی وہ باہر موجود ہے۔ دوسرا ایک بچہ ہے، teenager پچھے ہے، میں میڈیا کو ابھی دکھاؤں گا، اُس کے تمام splenders ادھر لگے ہوئے ہیں، اُس کا پیٹ کٹ چکا ہے، ساری چیزیں، الحمد للہ، اللہ نے اُن دونوں کو زندگی عطا کی ہے۔ اُس criminal پر سبی میں بھی اس وقت کیس موجود ہے۔ اب وہ ان کے ہاتھوں میں چڑھا ہوا ہے، بلیک میلنگ، سلسلہ، کبھی کس طرف سے ہے، کبھی کس طرف سے ہے۔ یہ سلسلہ نہ رکنے والا سلسلہ میرے خلاف انہوں نے establish کیا ہوا ہے۔ جس دن یہ دھرنا ہو رہا ہے دولاشوں کے لیے، بلوچستان میں تو ہزاروں لاشیں برآمد ہوئی ہیں۔ میرا ان سے سوال ہے کہ اُس وقت، اُسی دن مکران میں ریکارڈ پر ہے شاء، بلوج صاحب اور اسد جان بیٹھے ہیں، آٹھ لاشیں برآمد ہوتی ہیں مکران میں، مسخ شدہ لاشیں اُن کے لیے کوئی دھرنا نہیں ہے۔ پھر مختلف فورم سے کہ یہ جی جرگہ ہو رہا ہے، میں ان شخصیات کا نام لے کے میں اُن کو اتنی اہمیت نہیں دینا چاہتا ہوں۔ ”کہ جی ہم اس کی سرداری کے بارے میں سوچیں گے“، سرداری میری نہ کسی خان قلات کی محتاج ہے نہ اُس کے کسی کارندے کی محتاج ہے، میری قوم نے میرے اوپر دستار بندی کی ہوئی ہے، میری قوم جب چاہے گی وہ دستار میرے سر سے اتار سکتی ہے۔ کسی کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ چارفت پاٹھ کے لوگ جمع ہو کر کے میری سرداری کو چیخ کریں۔ وہ پہلے اپنے گریبان میں جھانکیں کہ اُن کی حیثیت کیا ہے۔ وہ کون ہیں۔ میں کسی کا، آپ اگر پرانے British Balochistan میں لے جاتے ہیں یا جس وقت بلوچستان میں ریاستیں تھیں، مری، بگٹی، کھیتران، نہ کسی ریاست کا حصہ تھے نہ British Balochistan کا حصہ تھے۔ ہمارا اپنا independent تھے۔ ہمارا اپنا ایک کلچر ہے، ہمارا اپنا ایک سلسلہ ہے، ہم کسی کے ماتحت نہیں تھے۔ اب انہوں نے اپنی دکان چمکانے کی کوشش کی۔ آج دن تک اُن کو ہاتھ میں لے کر جناب اسپیکر صاحب! بینٹ کیٹی۔ آپ بینٹ میں ڈپٹی چیئرمین رہے ہیں جناب! کیا بینٹ کیٹی کا کام یہ ہے کہ کسی کا اگر قتل۔ میں نے نہ مدت کی تھی۔ میں نے کہا یہ غلط ہوا ہے اس کی enquiry ہونی چاہیے، proper enquiry ہونی چاہیے، کہاں سے کس کے ساتھ۔ میرے خلاف سازش، دیکھیں دنیا میں اُس سے زیادہ یہ تو ف آدمی کوئی ہو گا کہ قتل کرے گا، آپ ادھر اس چیئر پر بیٹھے ہیں، آپ ادھر قتل کر کے یہاں پر کیمرے لگے ہوئے ہیں ادھر آپ اُس کی لاشیں پھینکیں گے یہ کوئی غلط نہ آدمی ایسا کر سکتا ہے؟ پھر so called کہ جی ہم 10 سال سے، 8 سال سے اُس کی قید میں ہیں۔ دس سال میں نے اُن کو قتل نہیں کیا۔ جب میں بلدیاتی ایکشن کے لیے آرہا ہوں میں نے اپنا وجود

اتسیم کرایا ہے، بلدیاتی ایکشن جیتے ہیں، مان نصیب اللہ نے جیتے ہیں۔ میں نے جیتے ہیں ہم ہمسایہ ہیں۔ اُس پر پھر، میں کوئی پیش رہا ہوں 11 تاریخ کو اور 18، 17 کو یہ واقعہ ہو رہا ہے۔ مجھے قاتل بھی بنادیا گیا آج دن تک یہ proof کریں آپ۔ یہ ایک سوچی سمجھی سازش، اس کے تابے بانے کہاں جا رہے ہیں کہ یہ حکومت کمزور ہو۔ میں Floor of the House جناب اسپیکر صاحب آپ کو عرض کر رہا ہوں کہ آج بھی میں سی ایم بلوچستان میر عبدالقدوس بزنجو کے شانہ بثانا کھڑا ہوں۔ مجھے کوئی disqualify کر دے۔ مجھے کوئی deseat کر دے۔ میرے اس گلے میں جب تک سانس ہے میں اُس کا ساتھی ہوں۔ یہ اوچھے ہتھکنڈے مجھے اُسکی حمایت سے، اُسکے ساتھی بننے سے نہیں روک سکتے۔ میری گزارش یہ ہے آپ کے توسط سے، یہ سینیٹ کمیٹی جو دا خلمہ کی ہے، اسکا آپ laws by rules دیکھیں کہ کیا، پھر تو ہونا یہ چاہیے کہ پاکستان میں میرے خیال میں daily کوئی پچاس قتل تو ہوتے ہوں گے، پورے پاکستان میں، پھر ہر مقتول کے دارثین کو اُسی کمیٹی میں آنا چاہیے، بٹھانا چاہیے، اُن کو جہاز کے نکٹ خرید کر دینے چاہیے، جہاں جہاں سے کوئی جہاز کی کوئی سروں ہے یا train کی سروں ہے یا اپیشل گاڑیاں دینی چاہئیں اُن کو کہ وہ اس اسلام آباد آئیں، سینیٹ کی کمیٹی میں اپناروڈا دھونا کریں۔ ایک اکیلامیں نے، میں کیوں ٹارگٹ ہو رہا ہوں؟ جناب اسپیکر صاحب! میں آج بھی احترام کرتا ہوں سینیٹ کا کہ ایوان بالا ہے میں ان کو چیلنج پر کہتا ہوں کہ آئیں بارکھان کی نجی جیلیں دیکھیں کہ بارکھان میں کتنی نجی جیلیں ہیں، کوہلوکی دیکھیں۔ پھر اس طرف میرا ہمسایہ ہے سوئی، ڈیرہ بلگٹی۔ سوئی کی جیلیں دیکھیں کہ وہاں کوئی نجی جیل ہے یا نہیں ہے خدارا! جناب اسپیکر صاحب! یہ چیزیں نہیں ہوئی چاہئیں، سیاست کو سیاست ہونی چاہیے کوئی گناہ گار ہے وہ بھلگتے گا۔ اب صورتحال یہ بن گئی ہے میں جہاں bail کے لئے کسی چیز کے لیے۔ یا! یہ تو وہ انٹرنیشنل level کا کیس ہے۔ جیسے پورا ہندوستان میں نہیں نہ وہ تہذیف کر دیا ہو یا کوئی۔ اچھا! پھر threat شروع ہو گئے۔ یہ جناب اسپیکر صاحب! میں اس کا print نکال کے اسکو property of the house بناؤں گا۔ ٹی پی کی طرف سے threat آ رہا ہے کہ جی ہم اسکو قتل کریں گے۔ ٹی پی کا، میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ میں انکے خلاف افغانستان میں یا پاکستان میں یا جہاں بھی طالبان ہیں، میں نے ان کے خلاف اگر بندوق اٹھائی ہے پھر تو میں واجب انتقال ہوں۔ میں نے انکی مجرمی کی ہے میں واجب انتقال ہوں۔ BLA، پتہ نہیں ان کی کیا کیا شاخیں ہیں۔ میرا گناہ یہ ہے کہ اس وقت انہوں نے کاہان کو capture کیا ہے ایسا ہے میر صاحب۔ وہ چاہتے ہیں access بارکھان۔ بارکھان کی access جب تک میں زندہ ہوں اُن کو کبھی نہیں ملے گی۔ مجھے اپنے پاکستانی ہونے پر فخر ہے۔ مجھے اپنے اداروں پر فخر ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ N70 جو بین الصوبائی روڈ ہے اور life-line اس وقت بارکھان ہے۔ کوہلو red circle ہے، ڈیرہ بلگٹی red circle ہے۔ اُن کے درمیان میں پڑا ہوں۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہ علاقے ہم caputre کریں اور یہاں سے پھر ہم سب ان چیز anti-State activities کریں۔

وہ مجھے قتل کر دیں بسم اللہ، میری زندگی اور موت اوپر والے کے ہاتھ میں ہے کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ میری ان سے گزارش ہے۔ وہ جانیں ان کے علاقے جانیں میرا ان کے ساتھ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ نہ آج میں نے انکو جازت دی ہے ان کو میرے علاقے میں کسی بدامنی کی۔ اب کیا کیا ہے جناب اپنے صاحب! اس واقعہ کے تین چار دن بعد کرنی میں بھرے بازار میں موڑ سائیکل پر blast کیا گیا۔ لوگ زخمی ہوئے۔ یہ تو اللہ کا کرم تھا ایک گاڑی کھڑی تھی اُس نے سارے splenders روک دیے، اُس میں شہید ہوئے لوگ زخمی ہوئے۔ اُس میں صرف میرے کھیڑان نہیں تھے اُس میں بگٹی بھی تھے لغواری بھی تھے کھیڑان بھی تھے، میرا خیال ہے کہ ایک آدھ کوئی مری بھی تھا۔ تو یہ کون سا کیا آپ اس طرح سے بلوجرستان کو آزاد کرنا چاہتے ہیں؟ میں openly کہتا ہوں۔ میں نہ کبھی ان کا ساتھی بنا، 65 سال میری عمر ہو گئی ہے آگے میری کتنی عمر ہے مجھے نہیں پتہ ایک سینٹ ہے یا پانچ، دس سال ہیں۔ یہ لکھ لیں اپنے پھر پر لکھ لیں بارکھان کو یہ caputre نہیں کر سکتے کیونکہ بارکھان کے، اس وقت new census کے مطابق سوا سے دولا کھڑھاء لا کھ آبادی ہیں۔ ایک بندہ بھی انشاء اللہ اس مملکت، جس پر ہمارے بڑوں نے قربانیاں دی ہیں جس کا نام پاکستان ہے اُس کا مخالف challenge پر کہتا ہوں کہ ثابت نہیں کر سکتے ایک بندہ بھی یا اسٹبلیشمنٹ کے خلاف یا ہمارے اداروں کے خلاف اور مجھ سمیت میری اولاد سمیت یہ چیلنج پر کہتا ہوں کسی کو یہ anti-Pakistani نہیں بناسکتے ہیں۔ میں یہ چاہ رہا تھا کہ یہ میرا دوست بیٹھے نہیں بناسکتے جب تک میں زندہ ہوں یا اوچھے ہتھکنڈے ہیں۔ جناب اپنے صاحب! میں یہ چاہ رہا تھا کہ یہ میرا دوست بیٹھے ہوئے ہیں معزز ایوان ہے میرے ساتھی ہیں۔ میں اللہ کے سامنے بھی بیگناہ ہوں۔ میں ہر عدالت کو ہر فرم کو face کرنے کو تیار ہوں۔ یہ جو مجھے victimise کیا گیا ہے soical میڈیا پر۔ یہ میڈیا اس وقت موجود ہے میری ان سے گزارش ہے کہ one-sided نہیں جائیں دوسرا کو بھی سن لیں کہ مسئلہ کیا ہے۔ بس وہ کتا کھان لے گیا اس کے پیچھے بھاگ پڑے اور یہ نہیں دیکھا کہ کھان کدھر ہے۔ یہ چیز نہیں ہونی چاہیے۔ میں ایک عزت دار انسان ہوں۔ یہ attempt مجھ پر ڈاکٹر مالک کے ٹائم پر بھی ہوئی۔ یہی بھی جیلیں۔ اُس وقت بھی ان کو منہ کی کھانی پڑی الحمد للہ میں سرخو ہو کر کے نکلا۔ آج بھی ان کو منہ کی کھانی پڑے گی۔ میں سرخو ہو اس نے مجھے جیل سے رہائی دلائی۔ میں آج باہر ہوں۔ میں عدالت کو face کر رہا ہوں۔ میں ایک پیشی بھی miss کرنے کو تیار نہیں ہوں جب بھی عدالت مجھے بلائے میں حاضر، میں ہر allegation کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن میری آپ سے، اس ایوان سے یہ میڈیا، print میڈیا ہے یا سوشل میڈیا ہے۔ اب کل رات بھی خیاء کا ایک پروگرام ہے اُس میں کہتا ہے کہ ایک وزیر دننا تا پھر رہا ہے۔ بھائی میرا ایک right CRPC میں ایک دفعہ ہے جس کے تحت قابل ضمانت ہے، کورٹ نے مجھے ضمانت دی ہے، جبکہ میرا ایک آئی آر میں نام نہیں ہے۔ میں خود گیا میں نے خود گرفتاری دی۔ میں خود ہر جگہ پیش ہوا۔ لیکن اُس کے باوجود مجھے لتاڑ رہے

ہیں۔ میں نے سلیم صافی صاحب کو میں نے کہا مجھے سن لیں۔ پھر آپ ضرور کریں۔ میرے گھر کی لڑائی ہے۔ جانیداد کی لڑائی ہے۔ سیاست کی لڑائی ہے سرداری کی لڑائی ہے اس میں soical media کو کیا حق پہنچتا ہے۔ TTP کو کیا حق پہنچتا ہے۔ BLA کو کیا حق پہنچتا ہے۔ اور پتہ نہیں PLF اور جو بھی ہیں۔ ان کو کیا حق ہے کہ میرے گھر کی لڑائی۔ اور میری سیاسی بارکھان کی لڑائی کو وہ کس level پر لے جائیں کہ جی ہم اس کو قتل کریں گے یہ کریں گے اور وہ کریں گے۔ مجھے کوئی قتل نہیں کر سکتا جس دن میرے اللہ کی طرف سے میرا پروانہ آگیا مجھے لو ہے کہ پنجھرے میں آپ بند کریں گے بھی موت برحق ہے کُل نفسِ ذائقۃ الموت۔ تو میری عرض یہ تھی۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں۔ اور پھر میں یہ جو threat ہے جناب اپسیکر صاحب! اس کو میں پر اپرٹی آف دی House بناؤں گا کہ یہ سلسلہ ہے اس کے دوسرا دن کو ہلو میں دھما کا کیا تھا آپ لوگوں کا واقعہ ہوا تھا۔ تو یہ چیزیں یہ ہم بچپن سے دیکھتے آرہے ہیں۔ میں 2013ء کے ایکشن میں پھر رہا تھا۔ لوگ fit mines کیتے میرے راستے میں۔ اللہ نے مجھے محفوظ کیا، مجھ پر راکٹ لا چڑھا رہا ہے مجھے اللہ نے محفوظ کیا۔ مجھ پر فائرنگیں ہوئیں۔ تو موت و زندگی کا مالک صرف اور والا ہے یہ جس راہ پر میں ہوں اس سے مجھے دُونہیں کر سکتے ہیں۔ ہماری حکومت ہے الحمد للہ میرا قائد بیٹھا ہوا ہے۔ جب تک اللہ کو منظور ہو گا یہ حکومت چلے گی، جس دن اللہ کی طرف سے حکم ہوا، یہ پھر انکو سازشیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ چیزیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس دن automatic کسی کی، ہر چیز پانی ہے۔ یہ ابھی ایک سال بچے گا، چھ مینے بچیں گے، یہ حکومت چلی جائیگی، نئی کسی حکومت آتی ہے، کیا سلسلہ بنتی ہے۔ تو میں اپنے دستوں کو بھی اس چیز میں اعتماد میں لینا چاہ رہا تھا۔ اور میڈیا کو میں یہ میتھ دینا چاہتا ہوں کہ مہربانی کر کے آپ یہ چیزیں نہ کریں۔ اس کو آپ نے پتہ نہیں ہے وہ تو تک سے زیادہ جو ہے ناں اسکو بارکھان۔ سانحہ بارکھان، سانحہ بارکھان۔ اچھا پھر میں نے موبائل بند کر دیا۔ بکاؤسیں، گالیاں، اور اس قسم کے، کیا یہ victimization ہے یا یہ politics ہے کہ یہ اس طریقے سے آپ کسی کو اپنی راہ سے ہٹا سکتے ہیں۔ Never۔ میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔ ہماری حکومت، کل وہ ایک ایسے بات ہو رہی تھی، تو اس نے کسی نے کہا کہ جی فلاںی چیز جو ہے ناں ایسے کرتے ہو تو منسری۔ تو کہا کہ جی منسری یا کسی کے ایم پی اے شپ، جب ایک ملزم ہے ایک مجرم ہے۔ آپ جرم اس پر ثابت کرو، automatic چلی جائے گی۔ آپ کیوں اپنا خون کو پتلا کر رہے ہو؟۔ آپ کیوں اپنا خون جلا رہے ہو؟۔ آپ سکون کریں۔ face کر رہا ہے۔ جب یہ چیزیں آجائیں گی automatic سیٹ بھی چلی جائے گی، ہر چیز چلی جائیگی پھر ہم اللہ خیر کرے۔ تو میں آپ کا مشکور ہوں جناب اپسیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے وقت دیا کہ میں یہ کچھ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ جی جنہوں نے سیاسی دوکان کھولی، میرے واقعہ پر مہربانی کر کے ابھی اس دوکان کو تالا لگایں اور مجھے سُن لیں۔ میں کسی ساتھی کو نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں باہر کی بات کر رہا ہوں۔ کہیں پر کوئی جرگہ ہوا ہو گا، کہیں پر، اب الاطاف حسین بھی Twit کر رہا ہے۔ وہ ہمارے کھیتر انی میں مثال ہے کہ لوگ وہ

یہ چھانی نہیں ہوتی ہے۔ اُس نے لوٹے کو کہا اور دوسرا خواں۔ اُس نے کہا تمہارے سوراخ ہیں، تم کو اپنے سوراخ نظر نہیں آتے۔ الطاف حسین Twit کر رہا ہے۔ اُسکی پارٹی والے، عمران خان صاحب Twit کر رہا ہے، بس ہو گئی ناں جی۔ تو میں آپ کا مشکور ہوں جی۔ thank you.

جناب اپیکر: شکریہ۔ زیرے صاحب! پلیز اپنا توجہ، We have short of time. تاہم پر ہم کرتے ہیں کچھ تیزی سے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: مسٹر اپیکر!

جناب اپیکر: اچھا question hours کو تو ہم ڈیفر کرتے ہیں کیونکہ منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں ناں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اُس کو ڈیفر کرتے ہیں۔

جناب اپیکر: وہ بلوچی کیا کہتے ہیں زابد! گار ہو گئے سوالات۔

جناب عبدالریکی: جناب اپیکر صاحب! گارانت وجہ questions۔

جناب اپیکر: چلیں جی۔ جی نصراللہ زیرے صاحب آپ اپنی توجہ والا ٹاؤن سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ جناب اپیکر صاحب! اوزیر برائے حکمہ تعلیم کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرواتا ہوں کہ گزشتہ دو ماہ سے اس صوبہ کی اہم یونیورسٹیز کے اساتذہ کرام اور دیگر ملاز میں تنخوا ہیں نہ ملنے کی وجہ سے سراپا احتجاج ہیں۔ اور اس وقت بھی آوازیں آپ سن رہے ہیں کہ وہ اسمبلی کے باہر پروفیسر زاکیس بائیں گردی کے کھڑے ہیں اور اس وقت بلوچستان یونیورسٹی اور یونیورسٹی، وہ میں یونیورسٹی، اتحاد یونیورسٹی، ایگر لیکچر یونیورسٹی میں کسی میں کمل تالہ بندی ہے، کسی میں احتجاج ہے۔ جس کی وجہ سے درس و مدریں کا سلسلہ مکمل طور پر معطل ہے۔ بہ این وجہ صوبے کے عوام میں سخت تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا حکومت نے اس بابت اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں۔ تفصیل فراہم کی جائے۔ شکریہ مسٹر اپیکر صاحب! اگر میں کچھ کہوں اس پر اجازت اگر آپ دے دیں۔

جناب اپیکر: تو آپ نے کہہ تو دیا ہے ناں موشن تو لے آئے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ابھی کچھ باقی چیزیں ہیں۔ اس بارے میں پھر بعد میں منسٹر صاحب پھر بعد جواب دے دیں۔ جناب اپیکر صاحب! دُنیا بھر میں جناب اپیکر صاحب! اس بات پر تمام دُنیا متفق ہے کہ یونیورسٹیز ہی وہ تعلیم اور ترقی و کامرانی کے ذریعے ہیں یونیورسٹیز۔ بدعتی سے ہمارے صوبے میں 11 پلک یونیورسٹیز ہیں۔ جن میں تمام یونیورسٹیز اس وقت شدید مالی اور بدانظمی بحران کا شکار ہیں۔ آپ اس وقت بلوچستان یونیورسٹی کے اساتذہ کرام، جب سے اجلاس شروع ہوا ہے، اب دو گھنٹے پورے ہونے کو جارہا ہے یا کچھ کم وہ اس ماہ مقدس کے اس رمضان میں چھین لگا

رہے ہیں۔ اکیس، اکیس گریڈ کے پروفیسرز وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایکپلا یئز وہاں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ان کی تین ماہ کی تنخوا ہیں بند ہیں۔ بیوٹیز کا صورتحال بھی ہے کہ وہاں پر گذشتہ ایک دو ماہ سے ان کو تنخوا ہیں نہیں ملی ہیں۔ اُو تھل یونیورسٹی کا بھی صورتحال بھی اسے کچھ کم نہیں ہے وہاں پر بھی تنخوا ہوں کا ایشوا رہا ہے۔ ایکریکچر یونیورسٹی جو ہمارے دور حکومت میں ہم نے شروع کی، بہت سارا ہم نے پیسہ دیا اور ابھی تک وہ مکمل نہیں ہے۔ نہ وہاں پر واکس چانسلر جو ہے ناں ابھی تک وہاں پر appoinment ہوا ہے۔ وہ میں یونیورسٹی کی حالت بھی اسی طرح ہے جناب اسپیکر صاحب! ان صورتحال میں آپ کس طرح امید کر سکتے ہیں کہ ہم دُنیا کو ہم دُنیا کے ساتھ compete کر سکتے ہیں، جب آپ کی یونیورسٹیوں کی یہ حالت ہے۔ جب وہاں پی ایچ ڈی ڈاکٹرز، جب پوسٹ ڈاکٹریٹ ڈاکٹرز جو ہیں ناں سراپا احتجاج ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں نے ابھی جب لاست اجلاس تھا وہاں میں نے کچھ تجاویز رکھی تھی۔ ان تجاویز پر میں نے کہا تھا کہ ان پر عملدرآمد کیا جائے تاکہ یونیورسٹیز کا جو مالی بحران ہے وہ ختم ہو جائیں اور اقوام متحده نے فصلہ کیا ہے کہ ہر ملک اپنا جی ڈپی کا کم از کم چار فصیلہ تعلیم کے شعبے کے لئے رکھے گا۔ اور ہم محض دو فصیلے تک نہیں رکھتے۔ اسی طرح ہماری جو سرکاری شعبے کی یونیورسٹیاں ہیں۔ اس میں مالی امداد گرانٹ ان ایڈ میں کم از کم دس ارب روپے کا اضافہ ہونا چاہئے۔ اور ہر سال اسی میں دس فصیل اضافہ ہو۔ اسی طرح جو ہماری یونیورسٹی ہے بلوچستان یونیورسٹی کے موجودہ مالی بحران کے لئے وفاقی حکومت تین ارب اور صوبائی حکومت دو ارب روپے بیل آؤٹ پیچ کا فوری طور پر اعلان کرے۔ اسی طرح یونیورسٹی کے مالی بحران کے مستقل حل کے لئے دس ارب روپے کا اینڈومنسٹ فنڈ ز تشکیل دیا جائے۔ اور یونیورسٹی ایکٹ 2022ء جو یہاں جلد بازی میں منظور کیا گیا، اسی میں ترمیم کر کے پالیسی ساز اداروں میں اساتذہ کرام، آفیسران، ملازمین اور طلباء کے لئے نمائندگی دی جائے۔ جناب اسپیکر! اسی طرح چھ پلک یونیورسٹیز کے وہ اس چانسلر کے لئے سرچ کمیٹی بنائی گئی۔ آپ اندازہ لگائیں۔ جو سرچ کمیٹی کی کنویز ہے، اکیس کے مطابق وہ غلط طور پر وہ کنویز شپ اُنہیں دی گئی ہے۔ وہ خود 21 گریڈ میں ہے۔ اور انٹرو یو لے رہا ہے 22 گریڈ کا۔ ایسا ہے جیسا کوئی ڈپی کمشنر صاحب، کمشنر صاحب کا انٹرو یو لے رہا ہو۔ اور محترمہ جو نام کی یہاں صوبے کی ہے یہاں کراچی یونیورسٹی کی وہ خود 21 گریڈ میں ہے۔ اس کے پلکیشنز بھی دس سے کم ہیں، وہ غیر قانونی طور پر اس سرچ کمیٹی وہ اس کی سربراہی ہے۔ اس کو آپ نے ہٹانا ہے سرچ کمیٹی کو review کرنا ہے۔ اور سرچ کمیٹی کے لیے 106 درخواستیں موصول ہوئی تھیں وہ اس چانسلر کے پوسٹ کے لئے، اُن میں 33 کو شارت لست کیا گیا اور باقی کو حلال نہ کیا۔ ایک میں ہے کہ اس کو آپ reject کریں گے، ایک میں ہے کہ اس کے سیکشن (g) کے تحت اُس کو بتایا جاتا ہے جس کو reject کیا جاتا ہے کہ آپ کو اس بناء کہ آپ کے پلکیشنز کم تھے۔ اس بناء آپ کو reject کیا جاتا ہے، وہ بھی انہوں نے نہیں کیا ہے۔ اور کمیٹی میں ایسا ممبر بھی ہے جس کی ساس اور اس کا بہنوئی بھی انہوں نے شارت لست کیا ہے۔ یہ conflict of interest ہے۔ اس کی بنیاد پر بھی اس

سرچ کمیٹی کو ختم کر کے دوسری سرچ کمیٹی کو بنایا جائے۔ جناب اسپیکر! جو ایکٹ 2022ء یہاں جلد بازی میں منظور ہوا اُسمیں اتنی خامیاں ہیں کہ اب تمام پارٹیاں بھی رو رہی ہیں، اساتذہ کرام بھی متاثر ہو رہے ہیں۔ اور یہاں وعدہ کیا گیا تھا اُس دن کہ ہم نے 2022ء کا جو ایکٹ ہے اُسمیں ہم نے دوبارہ ترا میم کرانی ہیں جس میں اساتذہ کرام کی نمائندگی ہم نے دینی ہیں۔ لہذا میں وزیر تعلیم صاحب! آپ توجہ فرمائیں۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے گزارش کروں گا کہ ایک تو جو باہر اساتذہ کرام کھڑے ہیں، آپ اور باقی وزراء، کیونکہ پروفیسرز ہیں، اساتذہ کرام ہیں، دُنیا بھر میں وہاں ٹرینیک روکی جاتی ہے اساتذہ کرام کے لئے۔ یہاں روڑوں پر اساتذہ کرام رگڑگڑ کر کے وہ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو آپ کا فرض بن رہا ہے بھیثیت مسٹر، بھیثیت نیوا یکٹ کے تحت بھیثیت پرو چانسلر آپ اُنکے پاس جائیں۔ ہم آپ کے ساتھ جائیں گے، اُن کے ساتھ آپ ڈائیلاگ کریں، اُن کی تنخوا ہیں آپ ریلیز کرائیں۔ باقی جو سرچ کمیٹی ہے، وہ کمیٹی، اسی طرح ایگر یک پرو یونیورسٹی کی جو صورتحال ہے وہاں پر بھی اُن کے مسائل بھی ہیں جناب اسپیکر! کہ ایگر یک پرو یونیورسٹی کی زمین ہے سامنے اُس میں روپی نیو ڈیپارٹمنٹ جو ہے ناں وہ اُسمیں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ کم از کم جو ایگر یک پرو یونیورسٹی کے سامنے کی زمین ہے، وہ یونیورسٹی کو دی جائے۔ وہاں مختلف فوڈ ڈیپارٹمنٹ وہاں جو کھولی جائے۔ باقی سینکل ڈیپارٹمنٹ اور یونیورسٹی کا وائس چانسلر جو ہے ناں وہ بھی جلد از جلد تعینات کیا جائے۔ اور صحیح ایکٹ کے مطابق اسی طرح جو آپ کا بیوٹھر ہے، بیوٹھر کے مسائل ہیں، اُس بارے میں بھی ہمارے وزیر تعلیم صاحب جو پرو چانسلر بھی ہیں، وہ اس بارے بھی آپ کی توجہ چاہئے۔ لہذا میں آپ سے گزارش کر دنگا کہ آپ وضاحت کریں، پھر جائیں گے وہاں اُن کے پاس تاکہ اُن کی دل جوئی ہو سکے۔ thank you.

جناب اسپیکر: جی نصیب اللہ صاحب! یہ یونیورسٹی ایکٹ، ہم نے 2022ء اُبھی پاس کیا ہے۔

میر محمد عارف محمد حنی: یہ جو زیرے صاحب نے ابھی امجد کشن کے بارے میں بات کی جو انکی تنخوا ہوں کا اور فڈر زکا مسئلہ ہے۔ یہ وسا اور بی ڈی اے میں بھی یہی مسئلہ ہے۔ اُس دن بھی میں نے بات کی تھی۔ تو آپ مہربانی کر کے گورنمنٹ سے direct کر دیں، اُن کا بھی بتا دیں۔ کہ وسا اور بی ڈی اے والوں کا بھی عید سے پہلے انکی تنخوا ہیں پیغام کی جائیں۔ جو بھی فنڈنگ وغیرہ کا مسئلہ ہے، وہ حل کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی جی وہ کرتے ہیں۔

میر محمد عارف محمد حنی: سر ایک اور بات میں نے کرنی تھی وہ ابھی کرلوں یا بعد میں۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر تعلیم): فی الحال چھوڑ دیں۔

جناب اسپیکر: یہ ایک چیز کو tackle کر دیں۔

میر محمد عارف محمد حنی: مردم شماری کے حوالے سے میں صرف ایک بات پوچھنی تھی میں نے۔ مردم شماری کی آج تاریخ

ختم ہو رہی ہے۔ اور ہمارے دور دراز کے علاقے ہیں آپ لوگوں نے شاید بات کی ہے پہلے۔ تو اگر ایوان کے through فیڈرل گورنمنٹ سے ریکویسٹ کی جائے وہ ٹائم بڑھایا جائے اُس کا۔ رات کو انواع اُڑی تھی کہ پانچ دن کا بڑھایا ہے مگر میرے خیال میں نہیں بڑھایا ہے وہ۔

جناب اسپیکر: آپ ایسے کریں ناں جلدی سے ایک motion move کر دیں نا۔

میر محمد عارف محمد حسni: سراگر اُس کی قرارداد میں جمع کروں گا۔ تو وہ آج کیونکہ تاریخ ختم ہو رہی ہے وہ پتہ نہیں تین چار دن بعد میری قرارداد آجائے۔ تو بہتر ہے کہ آج کے ہی اجلاس میں ہو، کیا پندرہ تک بڑھادیا ہے؟۔

محترمہ شکیل نوید قاضی: جناب اسپیکر! یہ آغا حسن بلوج صاحب کی ملاقات ہوئی ہے۔ اور ڈیٹ جو ہے ناں انہوں نے extend کر دی ہے۔

جناب اسپیکر: کل extend کر دی ہے۔

میر محمد عارف محمد حسni: کتنے دن کی کی ہیں؟ sir! اگر دو ہفتے کی اپیل کی جائے فیڈرل گورنمنٹ سے۔

جناب اسپیکر: وہ بھی کر لیں آپ اپنے motion move کر لیں ناں ہاؤس میں۔

میر محمد عارف محمد حسni: سروہ لمبا ہو جائے گا۔ ابھی کر لیں آج کے ہی حوالے سے۔

جناب اسپیکر: وہ بھی موشن ابھی آپ کے move in writing کرنی ہے نا۔ ابھی لکھت میں۔

میر محمد عارف محمد حسni: sir! اُن کا بہتر یہ ہے کہ زیرے صاحب نے جو پہلے بات کی ہے ناں انکو اندر بڑھایا جائے، اُن سے مینگ کی جائے یہاں پر۔

جناب ناصر اللہ خان زیری: جناب اسپیکر! یہ ایشتو ہے۔ میرا توجہ دلاؤ نوں ایک اہم ایشتو ہے۔

جناب اسپیکر: کرتے ہیں کرتے ہیں، وہ بھی مردم شماری بھی ایشتو ہے، یہ بھی ایشتو ہے۔ جی census کے ہو اے سے motion move کر دیں ناں آپ۔ یہ مائیک کام کر رہا ہے یہ اسد بلوج صاحب کا؟

جناب اسد اللہ بلوج (وزیر رزاعت و کوآپریٹور): جناب اسپیکر! اصل میں میڈیا میں بلوچستان کی آبادی وہ ڈیڑھ کروڑ، ایک کروڑ پچاس لاکھ کی بتا رہے ہیں۔ اور سندھ کی پانچ کروڑ بتا رہے ہیں۔ کہنے کا مراد یہ ہے کہ پچھلی دفعہ جو مردم شماری ہوئی، اُس وقت بلوچستان میں ایک ایسی کیفیت تھی اور insurgency تھا۔ ہمارے علاقوں میں 75% لوگوں نے مردم شماری میں حصہ نہیں لیا جو ٹیکم تھی وہ جانے کے لئے وہاں تیار بھی نہیں تھی۔ اس دفعہ ایک نئے طریقے سے جو جدید دور اور جدید تقاضے اور سیلیٹ نئے کے طور پر انہوں نے یہ سلسلہ شروع کیا بلوچستان کے ایجوکیشن اور تعلیم کے حوالے سے چیزوں سے وہ واقع نہیں تھے اس سے بھی کافی فرق پڑا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جہاں سے میں اپنے علاقے کا آپ کو بتا دوں میں خود وہاں گیا تھا پانچ

لاکھ خانہ شماری ہم نے کی تھی۔ پانچ لاکھ۔ اس وقت ایک لاکھ پر کام ہوا ہے یہی پیمانہ پورے بلوچستان میں ہے جہاں سے خانہ شماری ہوئی ہے اُنکی آدمی رہ گئی ہے۔ تو کہیں اس کو اگر ہم بڑھائیں نہیں تو ڈیٹ نہیں بڑھائیں تو یہی تو بلوچستان کے ساتھ کافی بہت بڑی زیادتی ہوتی ہے کہ یہاں پر ایک عجیب و غریب ماحول ہے میں آپ کو بتاؤں کہ بلوچستان کے ساتھ استحصالی نظام کے حوالے سے کہیں ٹینکل طریقوں سے چیزوں کو لیا جا رہا ہے پنجاب کی آبادی کبھی بارہ کروڑ نہیں ہے لیکن انہوں نے سارے اسمبلی کو قبضہ کرنے کی خاطر، بلوچستان اور پورے باقی صوبوں کی وسائل قبضہ کرنے کی خاطر ساری چیزوں کو اپنے ساتھ کرنے کے لئے۔ تو اس سلسلے میں جو میری بہن نے کہا کہ یہ پانچ دن اور بڑھا دیئے وہ یہ نہیں ہے۔ دس تاریخ کو ختم ہے اور پانچ دن وہ ان لوگوں کے سپرواائزروں کے لئے ہے جو اس چیز کو وہ باقی آگے لے جائیں اپنے باقی کام کر لیں۔ اس لیئے اس کو ایک اور مہینہ بڑھایا جائے۔

اجنبی اسپیکر: جی ایک مہینہ۔ میں تو کہتا ہوں کہ دو مہینوں کا کہیں آپ۔ آپ موشن دو مہینے کا move کریں۔

میر محمد عارف محمد حنی: آج ہی ووٹنگ کروالیں اور آج ہی پیش کروالیں آج ہی recommend ہو۔

جناب اسپیکر: عارف جان جو آپ زبانی کلامی بات کر رہے ہیں ذرا لکھت کاری کر لیں ناں لکھائی کر لیں اسد بلوچ صاحب سے بھی لکھوا لیں اپوزیشن سے بھی لکھوا لیں سب سے لکھوا لیں ناں تو ایک jointly motion ہو جائے گا ناں آپ کا motion آج ہی move کر دیں۔ on-record آجائے۔ وہ ایک مینے کی کہہ رہے ہیں ناں اسد بلوچ صاحب۔ مئیں تو صلاح دے رہا ہوں کہ آپ دوہنیوں کی extension مانگ لیں۔

میر محمد عارف محمد حسni: ایسے علاقے ہیں جو پہلے والی مردم شماری ہے اُس سے بھی آبادی کم آ رہی ہے ہمارا وہ پہنچے ہی نہیں پہنچ سکے۔

جناب اسپیکر: I agree with you. لیکن اُسکو on-record لے آئیں نا۔ یہ ابھی بیٹھے بیٹھے یہاں سے لکھت کاری کر لیں دستخط لے لیں۔ جی ویزیر تعلیم صاحب آپ ذرا س مسئلے کے بارے میں بتادیں۔ اچھا! یونیورسٹی ایکٹ کی بھی تازہ تازہ آپ نے بات کی ہے جو باتوں سے مجھے اندازہ لگ رہا ہے اُس کو amend کرنا پڑے گا آپ لوگوں کو درستگی کرنی پڑے گی آپ کو جلد بازی میں کر دیا تھا ابھی احساس ہوتا ہے کہ نہیں اب out of control ہو رہا ہے معاملہ۔ جی نصیب اللہ صاحب۔

وزیر تعلیم: جیسے ہمارے معزز رکن نے کہا ہے انکا جو ایک ایشوالر ہا ہے فنڈ ز کا اسمیں کوئی شک نہیں کیونکہ اصل میں HEC ادھر فیڈرل گورنمنٹ سے ہمیں آہنی نہیں رہے ہیں۔ بہت کم، آپ کو تو پتہ ہے آپ بھی اسکے چانسلر ہے ہیں تو وہاں سے ہمیں فنڈ ز بالکل کم آ رہے ہیں اور کچھلی دفعہ بھی ہم لوگوں نے بلوچستان یونیورسٹی کے لئے اپنے صوبہ سے دینے ہیں

ابھی بھی میں نے دوبارہ اسکا کیس فناں ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا ہوا ہے جو BUITEMS کا ہے اور دوسرے ہمارے یونیورسٹی کے ہیں انشاء اللہ انکی تیخوا ہوں کا بھی M.C.صاحب سے میری بات ہو گئی ہے انشاء اللہ بہت جلد حل ہو جائے گا اور دوسری یہ جیسا کہ آپ کہہ رہے ہو کہ Act میں، تو Act میں اس طرح کا کوئی وہ نہیں ہے کہ ہم کہہ دیں کہ Act خراب ہے میں چانسلر کا جو دیا ہوا رول ہے اسکا جو کمیٹی بنتا ہے اور جو ٹیکسٹ اور اٹرو یوز ہوتے ہیں جیسے کہ زیرے صاحب نے کہا۔ ابھی وہ کہتا ہے کہ یہیں گریڈ کا ہے وہ اکیس گریڈ کا ہے وہ اس لحاظ سے۔ لیکن sir اسمیں تو یہی ہوتا ہے طریقہ کار جو یونیورسٹی کے ہیں باقی صوبوں میں بھی اسی طرح کے ہیں۔ ہمارا کوئی علیحدہ ایکٹ کوئی نہیں ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ صرف بلوچستان کے لئے ہم لوگوں نے نیا قانون لایا ہے۔ بلوچستان میں سب کا ایک ہے، کیونکہ پنجاب میں بھی وہ جو لوگ ہم لوگوں نے اُدھر سے لیئے ہیں پنجاب سے بھی کے پی کے سے بھی اور سب سے انکا طریقہ کار ایک ہوتا ہے جس طریقے سے ہور ہا ہے انشاء اللہ میرٹ پر ہور ہا ہے اس میں کوئی زیادتی نہیں ہو گی اگر کوئی درخواست دیسے بھی۔

جناب نصراللہ خان زیریے: ہوا ہے نال۔

وزیر تعلیم: sir ابھی جیسے زیرے صاحب نے ایک ذکر کیا ہے جو ساس اور بہنوئی کا تو اسکا میں انشاء اللہ انکو اپنی کراویں گا چیک کراویں گا کہ یہ کیا ہے اگر انکا حق بنتا تھا میرٹ پر تو ہونا چاہیے اور اگر نہیں تھا تو میں، میرے علم میں اس طرح کا کوئی بات نہیں ہے sir۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر صاحب! یہ جو سرج کمیٹی آپ نے بنائی ہے وہ 21 گریڈ کی ایک پروفیسر صاحبہ lead کر رہی ہے۔ اور وہ اٹرو یولے رہی ہیں 22 گریڈ کے واس چانسلر کا۔ تو یہ غلط ہے نال؟

وزیر تعلیم: sir یہ پورے ملک میں اسی طرح سے ہوتا ہے۔ پورے ملک میں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جو سرج کمیٹی ہوتی ہے وہ کم از کم واس چانسلر پر ہو۔ وہ جا کر کے 22 گریڈ کے آفیسر کے انٹرو یولے۔ تو سرج کمیٹی اس طرح ہوتی ہے؟۔ پھر جب کسی کو وہ reject کرتے ہیں کاغذات کسی امیدوار کا۔ اس کو بتایا جاتا ہے کہ آپ کو اس بناء پر آپ کے کاغذات کو reject کو کیا گیا ہے۔ تو اس کو بھی نہیں تایا گیا ہے یہ آپ کے ایکٹ میں موجود ہے۔ دوسرا یہ کہ ایکٹ میں خامیاں یہ ہیں، اس کے سینڈیکٹ میں پروفیسرز کی کوئی نمائندگی نہیں ہے، اس کے سینڈیکٹ میں پروفیسرز کی، اسٹینٹ پروفیسر، ایسوئی ایٹ پروفیسر کی کوئی نمائندگی نہیں۔ وہ پورا ایکٹ، ماذل ایکٹ تھا جو جزل مشرف کا تھا، جو آپ لوگوں نے نافذ کیا، یہ غلطی آپ لوگوں نے کی ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا! ایک منٹ وہ اسکا۔ آپ مہربانی کر کے ذرا بیٹھ جائیں اس پر بعد میں، لیکن، یہ ابھی آپ چاہتے

یہیں کہ وہ پروفیسر زکو اگر روزہ ہے ان کو نہ لگ جائے کہیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: sir کمیٹی بنا کر اس میں وزیر تعلیم ہوا اور باقی ممبران ہوں۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ تو ابھی آپ چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ انکو بتادیں ان کو کہ کچھ ہم ریلیف دے رہے ہیں۔ آپ کا ٹیکم ایک بھیج دیتے ہیں ایک، آپ۔

وزیر تعلیم: ان سب کا مسئلہ حل ہو رہا ہے زیرے صاحب! کہیں بھی ہم انکی تنخوا ہوں کا مسئلہ حل کرتے ہیں تنخوا کوئی کسی کا نہیں رکے گا۔ فناں ڈیپارٹمنٹ کو بھجا ہوا ہے ابھی پیسے کا آپ کو بھی پتہ ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: توباہر جو یونیورسٹی کے ملازمین ہیں ان کو آپ جا کر یہ کہہ دیں ناں؟

جناب اسپیکر: جی یہ کہہ دیں ناں نصراللہ زیریے کا بھائی کلیم اللہ بھی ہے اُنکے ساتھ ناں، سیدھی بات کیوں نہیں کہتے ہوآ پ تو چلو۔ وہ آپ بھائی نصیر جان۔

میرزا بدعلی ریکی: sir آپ منسٹر صاحب کو انکے پاس بھیج دیں ناں کم از کم انکو یقین دہانی تو کرائیں ناں۔

جناب اسپیکر: بھیج رہے ہیں بھیج رہے ہیں۔ نصیب اللہ! تو پانچ منٹ ہوا آئیں، ٹیکم لے جائیں، انکو پتہ ہے کہ جی تنخوا ہیں دے رہے ہیں۔

وزیر تعلیم: زابد صاحب اور زیرے صاحب کو بھیج دیتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: نہیں آپ کا ہونا بہت ضروری ہے، آپ چانسلر ہو۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں چانسلر وہ نہیں ہے۔

وزیر تعلیم: میری تو sir روزان سے بات ہوتی ہے تنخوا ہوں کے سلسلے میں۔ میں روز فناں ڈیپارٹمنٹ اور سی ایم سے میں بات کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں کوئی نہیں ہے زابد صاحب وہ معاملات حل ہو رہے ہیں۔ وہ دے رہے ہیں تنخوا ایں۔ نصراللہ صاحب آپ جائیں ان کو بتا دیں نصیر شاہو ایسی صاحب۔ نصیر چلا گیا۔

وزیر تعلیم: آپ زیرے صاحب! آپ اور زابریکی صاحب جائیں ہماری تو صرف تنخوا کا مسئلہ ہے ہم حل کریں گے کیا issue ہے اس میں۔

جناب اسپیکر: وہ میں فناں منسٹر سے۔

میر محمد عارف جان محمد حسني: sir وسا اور بی ڈی اے کی بھی یقین دہانی کروادیں۔

جناب اسپیکر: جی جی وہ میں خود بھی ان کو مگناؤ لیتا ہوں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: یہ جو واسا اور بی ڈی اے کے ملازمین کی تنخوا ہیں ان بیچاروں کو عید سے پہلے تنخواہ دی جائیں۔

جناب اسپیکر: جی کوشش بھی کریں گے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: بی ڈی اے والے در بدر ہیں، واسا بھی بیچارے غریب لوگ ہیں ان کی تنخوا ہیں بھی عید سے پہلے دی جائیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں۔ You have a good point there. وہ فناں منستر ہوتے تو میں اُنکو پابند کرتا۔ نور محمد دمڑ صاحب کدھر گئے؟ نور محمد دمڑ صاحب! یار میرا خیال ہے مائیک، سنائی نہیں دیتا ہے کیا ہے، کچھ problem ہے۔ نور محمد دمڑ صاحب بھی ہے تو بڑا ظالم ہے افطار میں، تھوڑا خیال دیں وصیان دیں۔ وہ آپ ایسے کریں ناں واسا اور بی ڈی اے کا بھی ذرا ماؤں کی تنخوا ہیں دلادیں آپ خود اٹھریست لیں زمرک خان نہیں ہے میں ان کو خود کہہ دیتا تھا ادھر۔

جناب نور محمد دمڑ (سینئروزیر برائے محکمہ پی ائینڈ ڈی): جناب اسپیکر! یہ فناں منستر کا کام ہے واقعی واسا کا issue ہے، واسا کے ملازمین بھی احتجاج پر ہیں، ان کی تنخوا ہیں بھی عید کا موقع ہے ویسے تو واسا کو grant in aid پر چلا رہے ہیں لیکن کم سے کم یہ عید کا موقع ہے ان کو تنخوا ہیں تو ملنی چاہیے۔

جناب اسپیکر: جی بلیز۔

سینئروزیر برائے محکمہ پی ائینڈ ڈی: بہر حال ہم بھی سیکرٹری فناں صاحب سے request کر لیں گے منستر صاحب سے بھی۔

جناب اسپیکر: جی آپ یہ please کر لیں ناں treasury benches take up کی طرف سے۔ سینئروزیر برائے محکمہ پی ائینڈ ڈی: جی۔

جناب اسپیکر: آپ زمرک خان کے ساتھ take up کر لیں ناں ان کا dues دیں۔

سینئروزیر برائے محکمہ پی ائینڈ ڈی: انشاء اللہ میں میں بات کرتا ہوں منستر صاحب سے اور سیکرٹری فناں سے بھی۔

جناب اسپیکر: بالکل آپ take up کریں زمرک خان سے۔

وزیر واسا و پلک ہیلٹھ انجینئرنگ: انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر: جی۔ جی شناہ بلوچ۔

جناب شناہ اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یہ آپ کا بلکہ یہ ہمارے جتنے بھی دوست احباب بیٹھے ہوئے ہیں

سب سے متعلق ایک اہم نقطہ ہے ہمارے بلوچستان میں اس وقت جو مردم شماری ہو رہی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ ہم نے یہی request کیا تھا کہ مردم شماری کے کچھ دن ایام اور بھی بڑھانے چاہیے کچھ دن تو بڑھادیے ہیں انہوں نے۔ لیکن پھر بھی شاید ضرورت ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ سر مردم شماری کا عمل اس وقت تک کامیاب نہیں ہوتا کہ اگر بلوچستان کے اساتذہ، بلوچستان کے جو ہمارے لیویز ہے، پولیس ہے، ڈسٹرکٹ ایمنڈنمنٹ پریشن ہے یا تمام محکموں کے جو اہلکار ہے یا اگر محنت مشقت سے کام ناں لیتے تو شاید مردم شماری کا عمل آگئے نہیں بڑھتا۔ گوکہ اس میں خامیاں بہت زیادہ ہیں وہ اپنی جگہ پر۔ لیکن گزر شستہ دو مہینے سے اڑھائی مہینے سے تین مہینے سے یا انھک محت اور کوشش کر رہا ہے۔ ابھی رمضان کے مہینے میں بھی مردم شماری کے عمل میں شروع ہیں۔ میری ایک گزارش ہے بلکہ مطالبہ ہے اگر ساری اسمبلی اس کو endorse کریں کہ جن جن اضلاع میں جہاں پر بھی اساتذہ کرام، تمام جو اہلکار اس وقت مردم شماری کے عمل میں شامل ہیں، چاہے وہ لیویز ہیں، پولیس کے اہلکار ہیں اُن سب کو جو ہیں ایک کم از کم اعزاز یہ یو دے دینا چاہیے sir۔

جناب اپیکر: جی۔ جی agree with you extra I وہاں کے help کریں نا۔

جناب شاء اللہ بلوچ: کیونکہ میں جب خود ان سے ملا تھا تو ان کو جواہار اونسل مل رہے ہیں جو ٹرانسپورٹ وغیرہ، وہ تو ناکافی ہیں۔ یہ تو ایک قومی جذبے کے تحت وہ کر رہے ہیں میرا خیال ہے تمام دوست احباب بیٹھے ہیں۔

جناب اپیکر: نہیں آپ ایسا کریں ایک motion move کر رہے ہیں نا، coming working day کے لیے، سیشن کے دن۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ابھی move کر لیں sir۔ ابھی move کر دیں۔

جناب اپیکر: ابھی کر لیں یا بعد میں کر لیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ابھی move کر لیتے ہیں sir۔

جناب اپیکر: ایک منٹ پہلے جو اگلی قرارداد ہے وہ بہت زیادہ important ہے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: قرارداد کے بعد کرتے ہیں sir۔

جناب اپیکر: جی ہاں قرارداد کے بعد کر لیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ٹھیک ہے جناب thank you۔

جناب اپیکر: جی دمڑ صاحب۔

سینئر وزیر برائے محکمہ پی ائینڈڈی: شاء بھائی! اگر آپ میری تجویز سے اتفاق کریں جس طرح بات ہوئی یہاں پر کہ تھوڑا extend کریں date مردم شماری کا۔

جناب اسپیکر: یہ مائیک on ہے آپ کا؟۔

سینئر وزیر برائے محکمہ پی ائینڈڈی: جی مائیک on ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا یہ میں آپ کی آواز نہیں سن پار رہا ہوں محمد خان کی آواز سن پار رہا ہوں۔ جی۔

سینئر وزیر برائے محکمہ پی ائینڈڈی: محمد خان پتہ نہیں آپ کو نہ دیکھ رہا ہے تو شاید

آپ ایک دوسرے کے آواز جانتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر میں چاہتا ہوں کہ قرارداد آجائے کہ مردم شماری کی ٹائم extend کیا جائے۔

جناب اسپیکر: دونوں لے آتے ہیں۔ چلیں جی یہ رخصت کی درخواستیں دیکھ لیں۔

جناب طاہر شاہ کاڑھ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے عمرہ کی ادائیگی کی بناءرداں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہو گئی۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب، انجینئر زمرک خان صاحب اور سردار یار محمد رند صاحب نے آج کے نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہو گئیں۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب اسپیکر: چلیں جی میرضیاء لاڳو صاحب اپنی قرارداد نمبر 149 پیش کریں۔

میر محمد عارف محمد حسni: جناب اسپیکر صاحب! ایک مہر بانی کریں یہ جو نئی صاحبان اپنے رخصت کے درخواست بھجواتے ہیں جس دن ان کے جوابات ہوتے ہیں کم از کم اس دن منظور نہ کریں ان کو۔

جناب اسپیکر: بس یا! عارف جان آپ خود بھی وزیر ہے ہیں، لتنے آپ نے جواب دیئے ہیں کتنے نہیں دیئے ہیں۔

میرضیاء اللہ لاڳو (وزیر داخلہ و قائمی امور و جیل خانہ جات): بات سنو آپ خود منستر ہے ہو، وزیر کا ایک پاؤں اسلام آباد میں، ایک پاؤں کراچی میں۔ اب کس کس چیز کو پورا کریں۔

جناب اسپیکر: چلیں جی کرتے ہیں، یہ قرارداد بڑی important ہے یہ ذرا کر لیں یہ قرارداد move کریں ضیاء لاڳو صاحب۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و جیل خانہ جات: اس کی پھر feasibility پر بات کر لیں گے۔

جناب اسپیکر: یہ قرارداد غور سے سنئے گا، سب ایک ایک جو ہیں اس کا پیرا بہت غور سے سننا۔ بہت important قسم کی یہ چیز ہے۔ چلیں جی۔ اسم اللہ کریں۔ House in order please نصیب جان آ جائیں اپنی سیٹ پر آ جائیں۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و حیل خانہ جات: قرارداد نمبر 149۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و حیل خانہ جات: پاکستان کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے ہم لوگ تیار ہیں۔
قرارداد نمبر 149۔

- ۱۔ یہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین سپریم دستاویز ہے اور آئین کی پاسداری کرنا ہر ادارے پر فرض ہے۔
- ۲۔ یہ کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 176 کے تحت سپریم کورٹ آف پاکستان، چیف جسٹس اور سپریم کورٹ کے دوسرے جھروں پر مشتمل ہے اور آئین کے آرٹیکل 184 کے تحت اختیارات معزز سپریم کورٹ آف پاکستان کے پاس ہوتے ہیں نا کسی خاص نجج کے پاس۔

۳۔ یہ کہ حال ہی میں پنجاب اور کے پی کے میں انتخابات کے انعقاد سے متعلق ایک فیصلہ کی وجہ سے ایک تازعہ کھڑا ہوا ہے، جس میں چار معزز جنر نے سموٹونوٹس کو برخاست کر دیا جبکہ تین معزز جنر نے الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ہدایت جاری کی ہیں۔

۴۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ فیصلے اکثریت کے ذریعے کیے جاتے ہیں اور اقلیت کے فیصلے اکثریت کی رائے پر غالب نہیں آسکتے ہیں۔ یہ عدالتی کے تقدیس کی بحالی کے لئے ضروری ہے کہ اکثریت کے فیصلے کا احترام کیا جائے۔

۵۔ یہ کہ صرف پارلیمنٹ ہی آئین میں ترمیم کر سکتی ہے اور تشریح کے ذریعے معزز جنر آئین میں الفاظ کا اندر اج نہیں کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسے دوبارہ لکھ سکتے ہیں۔

۶۔ یہ کہ 18 ویں آئینی ترمیم کے تحت آزادی اور منصفانہ انتخابات کے انعقاد کے لئے الیکشن کمیشن آف پاکستان کو با اختیار بنانا اور عام انتخابات سے پہلے گمراہ حکومتیں بنانا تھا۔ اس لئے آزادی اور منصفانہ انتخابات کو تینی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ قوی اور صوبائی اسیبلیوں کے انتخابات ایک ہی وقت میں ہوں۔

۷۔ یہ کہ چیف جسٹس سپریم کورٹ پنجاب کی اجارہ داری بنانے اور دوسرے صوبوں کو کمزور کرنے کی روشن پر گامزن ہے اور یہ عمل جمہوری اقدار کے منافی ہے کہ پنجاب کو باقی تمام صوبوں پر فوکیت دی جائے۔

جناب اسپیکر: اس کو ذرا دوبارہ پڑھیں یہ ذرا یاد کریں کہ آپ کی جوانی گزری ہے سیاست میں۔ سات نمبر کو دوبارہ پڑھیں۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و حیل خانہ جات: ۷۔ یہ کہ چیف جسٹس سپریم کورٹ پنجاب کی اجارہ داری بنانے اور دوسرے صوبوں کو کمزور کرنے کی روشن پر گامزن ہے اور یہ عمل جمہوری اقدار کے منافی ہے کہ پنجاب کو باقی تمام صوبوں پر فوکیت دی جائے۔

۸۔ یہ کہ ملک میں مردم شماری جاری ہے اور ابھی تک نتائج آناباتی ہیں اور مردم شماری کے نتائج کے بغیر

ایکش کا انعقاد کسی طرح ملکی مفاد میں نہیں ہے۔

۹۔ یہ کہ ملک ایک سخت معاشری بحران سے گزر رہا ہے اور ان حالات میں ایک سے زیادہ مرتبہ ایکش کرونا میں کمزید کمزور کر دے گا۔

۱۰۔ یہ کہ اگر پنجاب میں پہلے ایکش ہو جاتے ہیں اور باقی ملک میں بعد میں ہوتے ہیں تو پنجاب کی اسمبلی میں نشتوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا اثر پورے ملک میں پڑے گا۔

مذکورہ بالا کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ایوان قرارداد پیش کرتا ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات پورے ملک میں ایک ہی وقت میں ایکش کمیشن آف پاکستان کے ذریعے اور نگران حکومتوں کی موجودگی میں کراچے جائیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: کیا محکم اپنی قرارداد نمبر 149 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و محل خانہ جات: بالکل بالکل sir۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب آج پاکستان کا وجود قائم ہوئے ہم سب جن عہدوں پر اپنے بیٹھے ہوئے ہیں سب سے جو ہے ہمیں عہدوں سے زیادہ اپنے ملک کی وقار اور جو ایک آئین بنایا گیا ہے اُسکے تحت اس ملک کو چلا میں گے تو اس ملک میں نظام چلے گا خاص کر اگر خدا نخواستہ اس اسمبلی میں کسی کے خلاف کوئی قرارداد آ جاتا ہے اس میں سیاسی بنیاد پر آسکتی ہے خدا نخواستہ ہمارے کسی اور ادارے میں ہمارے ایگزیکٹو میں کوئی کمزوری آسکتی ہے وہ بھی ایک جمہوری عمل ہے اُس میں جو ہے گنجائش ہے لیکن عدیہ، عدیہ ایک ایسا ادارہ ہے جو پاکستان کے ہر فرد، اور پاکستان کے ہر ادارے کی جو ہے آخری جود روازہ ہے جس کو دستک دے سکتے ہیں جس کی امید ہے وہ عدیہ سے ہے شاید عدیہ جو ہے اس میں نیک نیتی سے اپنے ان معاملات میں کام کر رہا ہو لیکن جناب ہم جو ہے ابھی یہ ورنی ملک سے بھی آئے ہیں مختلف جگہوں پر جاری ہے ہیں ہماری عدیہ کے اقدامات سے ایک ایسا تاثر جاری ہے کہ پاکستان میں جو ایک باوقار عدیہ جس کا کام ایک جو ہے عدل اور انصاف ہے اُس کو جو ہے شاید اُس میں حقیقت نہ ہو، لیکن واضح طور پر ہر پاکستان دنیا کا ہر بندہ جانتا ہے ایک اُس میں ایک دراڑ آگئی ہے اور اُس میں ہمارے مجرم صاحبان پر اُنگلیاں اٹھائی جاری ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام مسائل کا حل سب سے پہلے تو یہ ہے کہ ایکش کمیشن کے جو مسائل ہیں اُسکے مسائل سنے جائیں۔ ہمارے دوسرے اداروں کے جو مسائل ہیں وہ سنے جائیں۔ بیٹھ کر، ایک فیصلہ کیا جائے ناں کہ وہ جو ہمارا آخری امید کا سہارا ہے جس پر ہم سب کی امید ہیں ہیں وہ بھی اگر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں اُسکے بعد میرے خیال میں اس ملک کی شہریوں اور اداروں کے پاس باقی جگہوں میں جانے کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی ہے۔ تو میں اس قرارداد کو بہت ہی اپنے عدیہ کا احترام کرتے ہوئے بہت برداشت کے بعد میں نے پیش کیا ہے کہ مزید چیزیں خراب ہونے تک، اگر میری ان باتوں سے کچھ فرق پڑتا ہے کہ ہماری اداروں کی وقار بحال ہوں اور ادارے آپس میں مل بیٹھ کر ملک کو ایسے مسئللوں سے نکال لیں۔ دوسری جناب جس

طرح سے میرا دوسرا پاؤ نئٹ ہے مردم شماری کے حوالے سے بحثیت پُلیٹیکل ورکر، بحثیت۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب اسپیکر: نہیں یہ اسی کا حصہ ہے، قرارداد میں بھی ہے یہ چیز ہے مردم شماری کا حوالہ ہے۔ اس میں وہ بھی ہو رہی ہے ملک میں۔ ملک میں زبردست بارشیں ہو رہی ہیں۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و حیل خانہ جات: جناب اسپیکر! دوسری بات جناب بحثیت پُلیٹیکل ورکر کے، ایک علاقت کے نمائندے کے ہم یہ چیز محسوس کرتے ہیں کہ جس طرح کے ایکشن کو لے جایا جا رہا ہے سپریم کورٹ کی طرف سے اور جس طرح جو ہے ایکشن کی طریقہ کا تبدیل کی جا رہی ہے اس سے ہم جو پہلے سے معلوم صوبے ہیں جو، یہ تمام پُلیٹیکل پارٹیز بیٹھے ہیں، جب ہم چھوٹے چھوٹے بچتے ہیں تو ہر وقت ایک صوبہ میں ایک نفرت سی تھی پنجاب میں، بلوچستان میں، ایک وہ جو ہے ایک وہ ہم آہنگی نہیں تھی۔ لیکن اس طرح کے آپ جیسے سیاستدانوں کی جو ہے محنت سے وہ تاثر تقریباً ختم ہو چکی ہے اور صوبے آپ میں ایک بھائی چارگی کی طرف آ رہے ہیں لیکن پھر اگر ہم اس طرح کے اقدامات کریں گے کسی صوبے کو جو ہے ہم احساسِ کمتری میں بنتا کریں گے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے احساسِ کمتری والا جو پہلو ہے وہ دوبارہ جاگ اٹھے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ایک حد تک نہیں لینا چاہیے ایک پُلیٹیکل پارٹی تک، ایک سسٹم، کیونکہ ایک پورے ملک کا نظام اس چیز پر depend کر رہا ہے اور پُلیٹیکل پارٹیز سے، خاص کر ان سے میں یہی مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ لوگ سیاست کریں، ایک دوسرے کے پروجیکٹس پر اعتراض کریں، ایک دوسرے کے کرپشن کے کیسز ہیں اعتراض کریں ایک دوسرے کے گورنمنٹ پر اعتراض کریں، لیکن جس طرح کی حرکتیں آپ لوگ کر رہے ہیں اور جس طرح کی آپ لوگوں کی جو politics چل رہی ہے جس سے پاکستان کے اندر بلکہ یورپی ملک جس طرح پاکستان کے جگہ ہنسائی ہو رہی ہے جس طرح اداروں کو آپ لوگ بدنام کر رہے ہو جس طرح اپنے اداروں کی سبکی آپ لوگ باہر کے ممالک میں کر رہے ہو اس سے میرے خیال میں آپ لوگ ملک کی خدمت نہیں بلکہ ملک کی دشمنی کر رہے ہو، تو اس وقت اس نازک دور میں جب ملک میں معاشری طور پر بھی ہمیں اجازت نہیں دے رہے ہیں تو اُسکی بات کو بھی سننا چاہیے ہمیں معیشت کے حوالے سے جو وہ گورنمنٹ کا وہ آرہا ہے اور ہمارے اس حالات میں جو دشمنی ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج بھی ہماری ایگل اسکواڑ کے لوگ وہ ہوئے ہیں، ابھی قندھاری بازار میں دھماکہ ہوئی ہے کل رات کو ہوئے تھے۔ سکیپورٹی کی چینیخزاں الگ ہیں۔ اگر سارے ادارے مل بیٹھ کر کے کوئی کسی کو مطمئن کر سکتا ہے کہ ایکشن ہونے چاہئے۔ تو ان کو مطمئن کر لیں اگر کوئی مطمئن ہوتا ہے کہ ایکشن نہیں ہونے چاہئے لیکن خدا را اس ملک کی ساتھ جو گیم کھیلا جا رہا ہے ہماری اندر یونی طرف سے، اس کو ختم کریں۔ ادارے اپنے ذمہ داریاں نبھائیں۔ پُلیٹیکل پارٹیز ملک کے سفیر ہوتے ہیں ان کی باتیں دنیا میں سنی جاتی ہیں۔ ان کی باتیں millions کے حساب سے سنے جاتے ہیں۔ وہ ایسی باتیں بالکل بھی نہ کریں جس سے ان کی politics کو فائدہ ہونے کی وجہ سے

خدا نخواستہ ملک کے وقار میں کوئی وہ آجائے۔ تو میری یہ قرارداد بہت جس طرح آپ نے شروع میں کہا بہت اہمیت کا حامل قرارداد ہے میں نے ان تمام ایک نمائندے کی حیثیت سے اس معزز اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے جو مسوں کیا اُسکے لئے میں نے پیش کیا اُمید کرتا ہوں کہ سارے دوست میری اس قرارداد سے اتفاق کریں گے اور اسکو منظور کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی ایک منٹ hold کریں، میں جلدی سے قرارداد پاس کرتا ہوں پھر دوسری چیزیں issues کو takeup کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 149 منظور کی جائے؟ منظور کر لیں نا۔ منظور کر لیں نہیں منظور کر دیں۔

جناب اسپیکر: پہلے آوازیں تو آئیں نا۔

جناب اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 149 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: منظور۔ چلو جی۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 149 منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: اچھا بھی میں دو تین گزارشیں آپ سے کرتا ہوں۔ نہیں دو تحریکیں پیش کرنی ہیں۔ میں موقع دونوں گا ظہور آپ کو بھی۔ یہ کچھ ایسی چیزیں ہیں نا کہ میں آپ کو بتا دوں نا۔ میں کرتا ہوں۔ میں پانچ منٹ صرف عارف جان صاحب۔ آپ کریں وہ اپنا یہ مردم شماری کے حوالے سے جلدی سے، ابھی نہیں in-writing بنالیں جلدی سے، ثناء بلوچ صاحب۔ آپ بنالیں honorarium کے۔ مردم شماری کا آپ پیش کریں، ثناء صاحب یہ ضروری چیز ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: sir میں ثناء اللہ بلوچ، قاعدہ نمبر 108 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: اس میں اور لوگوں کے دستخط بھی کرا لیں نا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: ٹھیک ہے سب کی طرف سے۔

جناب اسپیکر: مردم شماری والا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں قاعدہ نمبر 108 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ قاعدہ نمبر (2) 103 کے اوازات کو م uphol کر کے ذیل قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب اسپیکر: جی۔ جی اجازت ہے تحریک پیش کریں۔ ہاؤس سے اجازت لے لیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اجازت ہے؟

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظوکی جائے؟

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بسم اللہ کریں۔ سن لیں، wording سن لیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: نہیں نہیں، وہ سارے rules suspend ہو گئے۔

جناب اپیکر: ان کے wording سن لیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: sir میں سب کی طرف سے پیش کر رہا ہوں۔

جناب اپیکر: جی، جی۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ہم اراکین اسمبلی قرارداد پیش کرتے ہیں کہ بلوچستان کے دُور دراز علاقوں میں کھٹن اور مشکل حالات میں بلوچستان کے تمام انتظامی اہلکاروں نے، تمام محکموں کے اہلکاروں نے، جن میں بالخصوص اساتذہ، انتظامی آفیسران، پولیس اور لیویز کے اہلکار بھی شامل رہے ہیں، ان سب کو ان کی خدمات اور بہتر مردم شماری کرنے کے حوالے سے ایک مہینہ کا اعزاز یہ ان کا دے دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب اپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟۔

جناب اپیکر: اعزاز یہ کی تحریک منظور ہو جاتی ہے۔

جناب اپیکر: ابھی ظہور بلوچ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔ ظہور کو بات کرنے دو۔

میر ظہور احمد بلیدی: سردار صاحب! آپ نے ایک گھنٹہ تقریر کی ہے۔ آپ وزیر ہیں، ہم ایم پی ایز کو بولنے دیں آپ کو ہر جگہ بولنے کا موقع مل جاتا ہے۔

جناب اپیکر: ظہور کو چھوڑیں، ظہور کو بات کرنے دیں۔ چلیں، چلیں سردار صاحب بسم اللہ کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیتمان (وزیر مواصلات و تعمیرات): شکریہ جناب اپیکر صاحب۔ یہ جوانگو صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے، یہ ہم سب کی آواز ہے۔ اصل میں اس کی تھوڑی سی وہ اس کو کسی اور رُخ پر لیا جا رہا ہے۔ دیکھیں! اس پر یہ کوڑا یا معزز عدالتیں ہمارے لئے بہت قابل احترام ہیں۔ آپ کا آئین پاکستان کہتا ہے کہ پورے پاکستان میں صوبائی اسمبلیوں کے اور قومی اسمبلی کے ایکشن ایک دن میں ہونے نگے۔ اب میں تھوڑی سی اس پر یہ روشنی ڈالوں گا کہ اگر اس وقت پنجاب اور کے پی میں آپ ایکشن کر دیں، وہاں پر حکومتیں بن جائیں تو پہلے نمبر پر تو یہ آئین کی خلاف ورزی ہے کہ آئین کہتا ہے کہ ایک دن میں ایکشن ہونے چاہیے۔ دوسرا یہ ہے کہ اس میں ایک نہ ختم ہونے والا اتنا ہی سلسلہ شروع ہو جائیگا، دھاندلی، الزام تراشی اور اس ملک کی بقاء کا سوال بن جائیگا۔ دیکھیں! اگر ایک جگہ پر کسی کی فرمائش پر اسی ضلع میں ڈپٹی کمشنر چلا جاتا ہے تو اس کا انتاروں ہوتا ہے کہ لوگ چیختتے رہتے ہیں کہ ہماری حق تلفی ہو رہی ہے، تو یہ سلسلہ ہے۔ جہاں پر آپ کا قومی لیوں پر یا صوبائی لیوں پر منتخب نمائندے پنے جا رہے ہوں اور وہاں پر حکومت جس کی بھی ہوگی مثال کے طور پر پنجاب میں (ن) لیگ کی ہوگی۔ پیٹی آئی کی ہوگی یا کسی کے بھی ہوگی، وہ اتنی اثر انداز ہوگی، انتظامیہ پر سلسلہ۔ کہ وہ پہلی بات تو یہ ہے کہ لاءِ اینڈ آرڈر کی situation

اتنی *creat* ہو گی کہ وہ سیالکوٹ والا واقعہ یادوں سے واقعات آپ بھول جائیں گے۔ دوسرا بات یہ ہو گی کہ دھاندی اور یہ سلسے اتنے زیادہ اٹھیں گے کہ گھر گھر خانہ جنگل کا خطرہ ہے۔ تو ہم بھی چاہتے ہیں کہ یہ پانچواں سال چل رہا ہے، ایکشن ہو، لیکن ایک دن ہوں۔ تو میری گزارش یہ ہے، ہم اس سے متاثر ہیں۔ میں متاثر ہوں، آپ کے ڈپٹی اسپیکر صاحب متاثر ہے، اسی طریقے سے بہت سارے لوگ متاثر ہیں۔ سب سے اہم بات جو ہے اس وقت مردم شماری ہو رہی ہے اور جدید طریقے سے، جس طریقے سے آپ کے اسد بلوچ صاحب نے کہا ہے، میرے بارکھان کے 1 لاکھ 73 ہزار آبادی تھی پچھلے مردم شماری میں۔ اس وقت دوسرا دیاڑھائی لاکھ کے قریب بن رہی ہیں۔ میری صوبائی سیٹ کو دو ضلعوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ بارکھان اور موسیٰ خیل۔ اب اگر کل کے منتخب نمائندہ موسیٰ خیل کا آتا ہے تو بارکھان کے عوام محروم ہو جائیں گے۔ اگر بارکھان کا آتا ہے تو موسیٰ خیل کے عوام محروم ہو جائیں گے۔ یہ نئے مردم شماری کے مطابق ہم اس criteria پر پہنچ جائیں گے۔ ہمارے پرانے سیٹیں بحال ہو جائیں گی۔ وہ ایک جو ہماری ہمسایہ گیری میں جو ایک رشتہ چلا آ رہا ہے، ہم کھیزان ہیں اور وہ پٹھان ہیں، پشتوں ہیں۔ وہ آج بھی ہمارا بھائی چارے قائم ہیں اور کل بھی قائم رہیگا۔ اگر ہم اکھٹے ہمارے یہ سیٹ اکھٹی ہو جاتی ہے، میں اپنی حوالے سے بتا رہا ہوں۔ اب مردم شماری اُدھر سے ہو رہی ہے، آپ پرانے مردم شماری پر ایکشن کرائیں، یہ کوئی logic ہی نہیں بنتا ہے۔ آپ مثال کے طور پر بارکھان کے پچیس، پیچیس، پچاس ہزار، 75 ہزار لوگوں کو حق تلفی کر رہے ہیں، جو بنیادی انکا حق ہے کہ وہ ووٹ ڈالیں۔ آپ ان کو محروم کر رہے ہیں۔ وہ ووٹ کے قابل ہو چکے ہیں، اُس عمر کو پہنچ چکے ہیں، ان کے شناختی کارڈ بن چکے ہیں۔ آپ ان کو محروم کر رہے ہیں کہ پرانے مردم شماری پر ہو جائیگا۔ کہتے ہیں کہ جی وولٹسٹ میں آپ کا نام نہیں ہے۔ پرانے مردم شماری میں۔ تو میری عرض یہ ہے کہ بہت سارے چیزیں ہیں، اسی میں سپریم کورٹ کو بکھنی چاہیے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ کسی کے گائے گم ہوتی ہے، کسی کی بکری گم ہوتی ہے، چوری ہو جاتی ہے، وہ direct آپ اپنے جوادارے آپ کے لئے اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں، آپ ان کو مورِ الزمہ ہر انہا شروع کر دیتے ہیں کہ جی فلانے ادارے نے جو ہیں ناں یہ ہماری گائے یا بکری چوری کرائی ہے۔ بھائی اداروں کا کام یہ رہ گیا ہے کہ آپ کے بکری، گائے یا مرنگی چوری کرائیں گے؟۔ خدا کا واسطہ، آپ کے دشمن آپ کی سرحدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ اس پاکستان کو کمزور دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ اس کو خفتہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اپنے گھر میں آگ لگائیں گے تو باہروالے لوگوں کو تو ضرورت ہی نہیں پڑے گی کہ آپ کے گھر کو آگ لگائیں۔ تو آپ خود آگ لگا رہے ہیں۔ یہ آپ اداروں کو الزمہ تراشی کرتے ہیں کہ بھی فوج کو کبھی استبلشمنٹ کو۔ کل جانیں دی ہیں ہمارے پولیس کے جوانوں نے، کس پر؟۔ اس وطن پر قربان ہوئے ہیں۔ اس دھرتی پر قربان ہوئے ہیں۔ نہیں تو وہ سکون سے رہ رہے تھے، اس کے کس کے ساتھ دشمنی تھی؟۔ اسی طریقے سے سرحدوں پر کل تک آپ کے نائب صوبیدار، آپ کے سپاہی، آج آپ کا اُس طرف شہید ہوا ہے، وہ میرے

خیال سے پچھوڑ کا تھا۔ یہ شہادتیں اس ملک کیلئے وہ اپنے خون، آپ یہ سوچیں کہ، آج میں دیکھ رہا تھا وہ دوسال کل اُسکی ایف سی میں اُس کی ملازمت تھی۔ لوحقین میں کون چھوڑا ہے؟ ایک بوڑھا باپ، ایک بوڑھی ماں۔ اب وہ ہر رات اُس کا ماتم کریں گے۔ تو ہر رات ماں باپ ماتم کرتا ہے اُن کا۔ نہ اُس کی بیوی ہے، نہ بچے ہیں۔ اُس کا گھر تباہ ہو گیا، کس چیز کے لئے؟ اس وھری کے لئے اور اس ملک کے لئے۔ اس کی سرحدوں کے لئے۔ تو خدا! ان اداروں کی جان چھوڑیں۔ سپریم کورٹ سے ہماری گزارش ہے۔ ٹھیک ہے ایک provision ہے کہ 90 دن کے اندر ایکشن کا۔ لیکن وہ قرآن شریف کی لکیر نہیں ہے۔ آپ معروضی حالات کو دیکھیں۔ اب جیسے ہوم فلتر نے کہا ہے کہ روز دھماکے ہو رہے ہیں۔ روز دہشتگردی ہو رہی ہے۔ فوریز انکو سنجا لیں یا آپ کے بیلٹ بکس سنجا لیں؟ اور بیلٹ بکس پھر آپ سے سنجلیں گے نہیں۔ یہ ایکشن تو ہو جائیگا روڈھو کے آپ پنجاب کا بھی کرالیں گے۔ کل بلوچستان اور سندھ، یہ الگ پڑھی پر چلے جائیں گے، پھر قومی اسمبلی کا ایکشن ہو گا۔ لا محال اُسمیں مداخلت ہو گی۔ چاہے کوئی دس دفعہ بھی کہہ اُسمیں مداخلت ہو گی اور اُس سے اس ملک کی جڑیں کمزور ہوں گی۔ ملک کی بقاء کا سوال ہے۔ ہماری گزارش یہ ہے ہم اس قرارداد، ہماری پارٹی نے پیش کی ہے، میری ایوان سے گزارش ہے کہ اس کی حمایت کریں تاکہ ایک دن ایکشن ہوں۔ fair and crystal clear election ہوں۔ منصفانہ ایکشن ہوں۔ جس کو عوام منتخب کریں، آئیں ایوانوں میں بیٹھیں، اس ملک کی نمائندگی کریں۔ اس صوبے کی نمائندگی کریں۔ ان ایوانوں کی نمائندگی کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ جی زا بد کو بولنے دیں۔ ہاں قرارداد کی language please ad دوبارہ دوہرا میں۔ سارے ایوان کو اعتماد میں لے لیں۔

جناب اسپیکر: جی شاء صاحب۔ آرہے ہیں آرہے ہیں قرارداد کی language اذ راد و بارہ کر دیں۔ جی شاء صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوج: sir ہم ارکین اسمبلی قرارداد پیش کرتے ہیں کہ بلوچستان کے ذور دراز علاقوں میں سیلاں، قدرتی آفات کے باعث انتقال آبادی اور شہری مکمل طور پر مردم شماری کے عمل میں شامل نہیں ہوئے۔ مزید برآں بلوچستان کے تمام اضلاع میں 25 سے 50 فیصد تک علاقوں میں مردم شماری کا عمل مکمل نہیں ہوا۔ لہذا یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ مردم شماری کے عمل کو مزید دو ماہ کے لئے توسعی دی جائے۔ اور تمام مردم شماری کے عمل میں شامل اہلکاروں کو جن میں انتظامی امور سے متعلق اہلکار، اساتذہ کرام، پولیس اور لیویز کے اہلکار شامل ہیں ان کو ان کا ایک اعزازی یہ بھی دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: اچھا اعزازیہ کا توباتادیں اُن کا tenure of duty لیکن وہ ایک آپ مردم شماری کو کتنا مبارکنا چاہتے ہیں۔

جناب شاء اللہ بلوج: sir ہم نے دو مہینے کا sir۔

جناب اسپیکر: دو مہینے کا کہا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تو یہ تحریک پیش ہوئی۔ قرارداد پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: آیا قرارداد کو منظور کیا جائے؟۔

جناب اسپیکر: قرارداد منظور ہوئی، انہیں words کے ساتھ۔

جناب شاء اللہ بلوچ: thank you.

جناب اسپیکر: جی ابھی ایک منٹ، ظہور بلوچ آپ بات کریں۔

میر ظہور احمد بلیدی: شکریہ جناب اسپیکر! لگ تو یہی رہا ہے کہ آپ روزے سے یہیں اور عجلت میں قرارداد میں پاس کر رہے ہیں۔ اصولاً تو ان قراردادوں پر تو سیر حاصل بحث ہونی چاہیئے تاکہ بلوچستان کے لوگوں کو معلوم ہو کہ ہمارے ممبران نے جو قرارداد پاس کی ہے اُنکے خیالات اُنمیں کیا ہیں۔ اور وہ کیا چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو میں پورے ملک کو، پوری اسمنڈ کو آئین پاکستان کی گولڈن جوبلی کا مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج الحمد للہ ہمارے آئین کو چھپاں سال ہو گئے ہیں۔ اور آئین میں مختلف تراجم بھی ہوئی ہیں وقت کے ساتھ ساتھ۔ جناب اسپیکر! آئین ایک ایگریمنٹ ہے ریاست اور عوام کے درمیان۔ اور اُسی کے تحت اس پوری ریاست کا نظام معرض وجود میں آیا ہے جس میں فیڈریشن ہے پرانشل اسمنڈیاں ہیں بیور کریں ہے فوج ہے عدیہ ہے اور اُنکے درمیان حدود مقرر کیئے گئے ہیں۔ اور میں خارج تحسین پیش کرتا ہوں اپنے اکابرین کو خصوصاً بلوچستان سے جن کا تعلق تھا میر غوث بخش بنجوا، اور باقی جو ہمارے اکابرین تھے جنہوں نے آئین پر مستخط کیے اور اس آئین کے بعد یہ صوبہ وجود میں آیا۔ اور ہمیں بہت سے حقوق ہمیں ملے۔ جناب اسپیکر! جس آئین کا جو تماشہ بنایا گیا ہے ملک میں، اُس کی جگہ ہنسائی ہو رہی ہے، اداروں کا ٹکڑا ہو رہا ہے اور جس کا خمیازہ پورا ملک بھگت رہا ہے۔ یہاں کی عوام بھگت رہی ہے۔ سیاسی عدم استحکام پیدا ہو گیا ہے۔ ہماری معیشت بتاہ و بر باد ہو گئی ہے۔ جس کے نتیجے میں لوگ نان شیبیہ کے محتاج ہو گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! جس کا کام اُس کو ساجھے، جس کا آئین میں جو روں ہے وہ ادا کرے۔ پارلیمنٹ کا کام قانون سازی ہے۔ آئین میں ترمیم ہے۔ اور پارلیمان کے اندر سے ایگزیکٹو آتے ہیں جو ملک پر حکومت کرتے ہیں، جو عوام کی مینڈیٹ کی وجہ سے یہ پارلیمان معرض وجود میں آتا ہے۔ اور اُسی پارلیمان نے جو عدیہ ہے اس کو اختیارات دیتے ہیں۔ اور اُس کا کام جو آئین ہے اس کی interpretation کرنی ہے اس کا کام اس کو rewrite نہیں کرنا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے جو چھپلے ایک سال سے ایک تماشہ چلا آ رہا ہے جو پوری دنیا کی وجہ سے ہے۔ اور جو ایک سیاسی پارٹی کو جس طرح concession دی جا رہی ہے، ہمیں اچھی طرح یاد ہے آپ سب کو یاد ہو گا کہ پنجاب میں جب حکومت تبدیل ہوئی اور ایک سیاسی جماعت کے کچھ اراکین اسمنڈی جب مخرف ہوئے تو یہ فیصلہ آیا کہ جب پارٹی صدر فلور کر اسٹنگ پر اپنے ممبران کو نکال سکتا ہے، اُس کو سب نے من و عن تسلیم کیا، ایکشن ہوئے۔ پھر جب

کسی اور پارٹی نے اُسی verdict کو بنیاد بنا کر فیصلہ کیا تو ادھر کہا گیا کہ نہیں یا اختیار آپ کا نہیں ہے پارلیمانی لیڈر کا ہے۔ اُس کو بھی من و عن تسلیم کیا گیا۔ ملک کی سلامتی کی خاطر، سیاسی استحکام کی خاطر اور کہا چلو ٹھیک ہے آئین میں سپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا ہے وہ ہم سب پر فرض ہے کہ ہم اس کو من و عن تسلیم کریں۔ لیکن پھر intentionally دو اسمبلیوں کو، اُن کو توڑی گئی، مقصد یہ تھا کہ عدم استحکام ہوا اور پورا نظام جو ہے وہ derail ہو جائے اُس intention کو نہیں دیکھا گیا کہ اُس کے پیچے کیا محکمات کا فرماتھے۔ ایک عجلت میں فیصلہ ہوا۔ اب جناب اسپیکر! اگر آپ پنجاب میں ایکشن کراتے ہیں پنجاب ہمارا 52% یا 53% ہے۔ جو پرانے census ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کل اگر کوئی بھی پارٹی پنجاب سے جیتے گی تو جو چھ مہینے بعد جزء ایکشن ہوں گے تو پنجاب decide کرے گی کہ پاکستان میں کس کی حکومت ہوگی۔ باقی جو ہم چھوٹے صوبے ہیں، بلوچستان، سندھ، کے پی کے، ہماری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہوگی۔ ہماری جو ملکی حکومت سازی میں کوئی کردار ہی نہیں ہوگا۔ ماحول تو اس کے حق میں بن جائے گا۔ تو جناب اسپیکر! پھر ملک میں ایک افراطی آجائے گی۔ جو بنیادی جمہوری روح ہے، یہ اُس کے متضاد ہے کہ آپ کو ملکی حکومت سازی میں سب کو برابر کا جو ہے حصہ دار ہونا چاہیے۔ اگر بلوچستان کی سترہ سیٹیں ہیں تو سترہ سیٹیں decided factor ہوئی چاہیے کہ کس کی حکومت بننی ہے۔ اگر ایک صوبہ بیٹھ کے فیصلہ کر لے تو ہم سترہ سیٹیوں والوں کا کیا بنے گا۔ ہماری بات کون سنے گا۔ لوگ تو حکومت بن رہی ہے اس کو ووٹ دیں گے۔ اور جناب اسپیکر! ہم ایک اور ایک مخصوصے میں پھنس گئے ہیں کہ ملک میں census ہو رہے ہیں اور census میں ہمیں یہ بالکل pre-empt کر رہے ہیں کہ ہماری آبادی بڑھ جائے گی۔ اور ہمارے لیے مزید سیٹیں آئیں گی۔ تو پنجاب کے ایکشن اور کے پی کے ہو جائیں گے۔ تو انکی جو سیٹیں ریزو ہو جائیں گی پھر ہم کیا کریں گے؟ پھر ہماری جو ہیں پرانی census پر سیٹیں مختص ہوں گی یا نئے پر ایکشن ہوں گے۔ ایک اور ایک آئینی بھرمان پیدا ہو جائے گا۔ تو جناب اسپیکر سپریم کورٹ کے جزو کا لاکھ احترام، ہم اُنکے آگے سرتسلیم بخم کرتے ہیں۔ اُن کے ہر فیصلے کو مانتے ہیں۔ لیکن اُن کو بھی سوچنا چاہیے کہ ملک کی نظام کو بھی چلانا ہے ملک کی مفادات بھی کوئی شے ہیں۔ اس کا بھی خیال رکھنا ہے۔ آئین کو rewrite کرنے کا اختیار کسی نے ان کو نہیں دیا ہے۔ پوری پی ڈی ایم، وکلاء، سول سوسائٹی، جتنے بھی ہمارے segments ہیں معاشرے کے، سب چیختے رہ گئے کہ جناب اس فیصلے نے ملک کا مستقبل طے کرنی ہے۔ فل کورٹ بنا لیں تاکہ سارے جزو بیٹھ کر اپنے wisdom apply کریں۔ اور ملک کا فیصلہ کریں۔ لیکن نہیں، وہی تین مخصوص نجی جو ایک مخصوص پارٹی کے معاملات میں فیصلہ کرتے آرہے ہیں، آئینی تین مخصوص جوں سے فیصلہ کرانا ہے۔ جناب اسپیکر! کیا پارلیمان کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے معاملات پر، ملکی معاملات پر آواز اٹھائیں؟ تو اس طرح جناب اسپیکر! اگر institutional clashes ہوتے رہے تو خدا نخواستہ، خدا نخواستہ، ہمارے اس نظام کو کوئی نقصان نہ ہو جائے۔ ہماری

بجہوریت کو خطرات لائق ہو گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! پورا ملک بیک زبان ہو گیا ہے کہ خدارا! آئین بالادست ہے، بالآخر ہے، آئین کو لکھنے والے، آئین کو منظور کرنے والی پارلیمنٹ ہے، پارلیمنٹ بالادست ہے۔ آپ آئین کا خیال رکھیں۔ تو دفتر ارادوں کو تو آپ نے عجلت میں منظور کر لی ہے ہمیں بولنے کا موقع نہیں دیا۔ لیکن ضیاء جان نے جو قرارداد پیش کی ہے بڑا انہوں نے جو ہے بہترین ایک پورے صوبے کی عکاسی کی ہے۔ اور ہم سب متفق ہیں۔ اور جناب اسپیکر! ایک اہم ایشونو جو بلوچستان میں آیا ہے، وہ ہے census کا، 2017ء کو census ہوتے یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ بلوچستان کے حالات انتہائی مخدوش ہیں بلوچستان میں آپ کے ڈویژن میں سیالاب آیا ہوا ہے لوگ بے گھر ہو گئے ہیں۔ مکران، آواران، خاران، چاغی ان میں حالات کی خرابی کی وجہ سے جو ہمارے innomerators ہیں وہ ہرگاؤں ہر جگہ نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اور دوسری بات بلوچستان میں پالپیشن میں اتنی زیادہ scattered ہے کہ صرف چاغی ڈسٹرکٹ، کے پی کے کا پورے پرانس کے برابر ہے۔ اور ہمارے وسائل محدود ہیں، innomerators کے پاس وہ سہولت نہیں ہیں کہ وہ ہر کسی کے پاس جائیں۔ پھر ایک اور بھی مسئلہ ہے کہ ہمارے حالات کی خرابی کی وجہ سے internal migrations بہت زیادہ ہوئی ہیں۔ آوارن کے لوگ جب چلے گئے ہیں۔ ہمارے جو تربت میں ڈسٹرکٹ کیچ میں جو گرد و نواح کے لوگ تھے، وہ cities میں آگئے ہیں یا گوادر چلے گئے ہیں۔ یا پرہوم کے لوگ جو ہیں پنجگور آگئے ہیں۔ تو وہاں پر اُنکے شناختی کارڈوں کا بھی مسئلہ ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں انکے شناختی کارڈ نہیں ہیں۔ تو ان کو اس قومی فریضے سے محروم نہ رکھا جائے اور جب تک ہر بندے کو اُس کا نام نہ لکھا جائے اُس کو جو ہے پالپیشن میں شمارنہ کیا جائے اُس وقت یہ جو پر اس ہے یہ چلتا رہے گا۔ شکریہ جناب اسپیکر۔ آپ کے نائم دینے کا۔

جناب اسپیکر: شکریہ ہی۔ جی ز عبدالی ریکی صاحب۔

میرزا عبدالی ریکی: Thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: فلور اسمبلی کے اندر اپوزیشن کا زیادہ ہے اپوزیشن تو نہیں ہے ابھی ہمارے بھائی ہیں لیکن اپوزیشن کو زیادہ موقع دیا جائے۔

میرزا عبدالی ریکی: موقع دیا جائے کہ بات کریں گورنمنٹ پر۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ میرے بھائی ملٹری ضیاء لاگوو صاحب نے ایک قرارداد لائی ہے سر۔ یہ بہت بلوچستان نہیں پورے پاکستان کے لیے ہے سر، یہ آئین چچاں سال اس کے پورے ہو گئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! آئین کا ہم لوگ پاکستان کے جتنے بھی صوبائی اسمبلی ہیں یا قومی اسمبلی ہے، جو آئین بنائے جناب اسپیکر صاحب! اس پر عملدرآمد کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے، لیکن بدقتی ہے جناب اسپیکر صاحب پتہ نہیں کہ یہ PTI نے پورے پاکستان کا مقصد اس کا PTI کیا ہے کہ پاکستان اُس stage پر کھڑا ہے جناب

اپیکر صاحب کہ ہر حالت میں پاکستان کی معاشی حالت دیکھیں امن و امان کی حالت دیکھیں، کیا ہوتا جا رہا ہے ایک سال میں۔ پہلے پیشکش پارٹیاں آپس میں ابھی تو عدیہ کی یہ حالت ہو گئی ہے۔ عدیہ اور جز کا ہم سب احترام کرتے ہیں جناب اپیکر صاحب! مگر آئین آئین ہوتا ہے۔ اس آئین پر عملدار ہم سب کی ذمہ داری ہے جناب اپیکر صاحب یہ کہاں کا انصاف ہے کہ چارنج ایک طرف ہیں اور تین نج ایک طرف ہیں، اسے کہتے ہیں انصاف؟ نہیں جناب اپیکر صاحب۔ خدار کیا ہو رہا ہے پاکستان میں، آپ لوگ سب دیکھ رہے ہیں۔ واللہ میں دل سے یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم اپنے ملک کو بچانے کے لیے جائیں ہم اپنی ذات کے لیے نہیں ہم اس پاکستان اس پاکستان کی سرز میں میں ہمیں اس کے مفاد کے لیے سوچنا چاہیے جناب اپیکر صاحب۔ کہ کب ایکشن ہونا چاہیے ایک نائم تمام قومی و صوبائی حقوقوں میں ایکشن ہونا چاہیے۔ نہیں کہ KPK میں کل ایکشن ہو جائے پنجاب میں چار مہینے کے بعد بلوچستان اور سندھ قومی اسمبلی میں ہونا چاہیے۔ یہ کیا ہو رہا ہے یہ ضرور اس کے پیچھے کوئی سازش ہے جناب اپیکر صاحب۔ یہ جناب اپیکر صاحب یہ قرارداد اور خاص طور پر ہماری یہ جو مردم شماری شروع ہے آپ چھوڑیں یہ census کا کام complete ہو جائے پورے پاکستان میں اس کے بعد پھر آپ اسی through census کے حلقة بندیاں برائے قومی و صوبائی اسمبلیاں آپ بنادیں پھر ایک وقت میں پورے پاکستان میں آپ ایکشن کروادیں۔ پھر پتہ چلے گا کہ ہماری سیٹیں ہمارے ہم قومی میں بلوچستان کا حق کتنا ہے پنجاب کا کتنا ہے سندھ کو کتنا ملے گا، جب تک جناب اپیکر صاحب! اس complete census کو KPK میں ہے چاہیے جناب اپیکر صاحب through census کے حلقة بندیاں نہیں ہوتی یہ ایکشن نامنظور ہیں جناب اپیکر صاحب چاہیے پنجاب میں ہے چاہیے KPK میں ہے چاہیے جہاں بھی ہے، چاہیے پنجاب میں ہو چاہیے KPK میں ہو ہم یہ ایکشن نہیں مانتے جناب اپیکر صاحب۔ اسی وجہ سے ہماری ساری PDM ہماری ساری جماعتیں اسی پر رورہی ہیں کہ خدار اعدیہ ہو چاہیے جو بھی ہوا ایکشن کمیشن جانے اس کا کام جانے ایکشن کمیشن جو چاہتا ہے وہ آئین کو دیکھ کر مطابق ایکشن کروانا چاہتا ہے جناب اپیکر صاحب ہم کیوں رورہے ہیں یہ حالت ہے جیسا ہمارے بھائی ضیاء نے کہا کہ دن بدن دھماکے بڑھ رہے ہیں، حالات دن بدن خراب ہو رہے ہیں خراب ہو رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ جی آپ ایکشن کریں ہر حالت میں بس آپ کو ایکشن کرنا ہے جناب اپیکر صاحب اس حالت میں میں کہتا ہوں جناب اپیکر صاحب! نہ KPK میں پنجاب میں ایکشن نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے جتنی پارٹیاں ہیں جتنی پاکستان میں جو پارٹی جو نظریہ جس میں ہے وہ پاکستان کے آئین اور پاکستان کے مفاد کو دیکھ کر ایک فیصلہ کرنا ہوگا آل پارٹیز کو، اس کو انا اور اس کی ضد میں نہیں کرنا چاہیے جناب اپیکر صاحب۔ تو یہی بات مجھے کرنی تھی جناب اپیکر صاحب میں نے آپ کا نائم لیا ایں آپ کا بہت مشکور ہوں جناب اپیکر صاحب اور یہ قرارداد کا اور یہ قرارداد ایسی ہو جائے انشاء اللہ توب کی طرح بم کی طرح اسلام آباد میں پہنچ جائے پتہ چلے کہ ہم بالکل اس کو نہیں چاہتے ہیں پنجاب اور

KPK میں ایکشن ہو جائیں۔ اگر ہوگا ایک وقت میں ایک دن ہو جائے اس طرح نہیں ہوگا۔ Thank you

جناب اسپیکر: Thank you۔ جی چارج صاحب۔ آتے ہیں پھر نور محمد مڑا صاحب۔

جناب خلیل جارج بھٹو: جناب اسپیکر صاحب! میں بھی اس قرارداد کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں اور پاکستان کی تاریخ میں بہت ساری اسمبلیاں ٹوٹیں اور کوئی دوسال کے بعد تو ٹوٹی کوئی ڈھانی سال کے بعد تو ٹوٹی کوئی اٹھارہ مہینے کے بعد ٹوٹی اس کا علم سب کو ہے۔ لیکن وہ اسمبلیاں چاروں صوبے بشمول قومی اسمبلی لیکن تاریخ نے کروٹ لی اور ایسا ہوا کہ پنجاب اسمبلی اور KP کے آئین کا حشر کیا کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: چلیں چلیں وہ ہم مسلمانوں کا آج روزہ ہے ہمارے صبر کو آج بس۔

جناب نصراللہ خان زیری: جناب اسپیکر صاحب یہ غلط لکھا ہوا ہے قرارداد میں بھی یہ آئین کی خلاف ورزی آپ کر رہے ہیں یہ ٹھیک کر دیں۔ نہیں روزے کا ٹائم ہے وہ الگ بات ہے آئین کی بات کریں صحیح پورا نام لیا کریں خیبر پختونخواہ۔

جناب اسپیکر: جی جی چلیں جی خیبر پختونخواہ۔ پورا نام لیں۔

جناب خلیل جارج بھٹو: جناب اسپیکر صاحب تو چند لوگوں کی خواہشات پر اس ملک کو چلا یا جارہا ہے۔ آیا یہ ملک جب یہ ملک بن رہا تھا تو اس ملک میں تمام اقوام نے یک زبان ہو کر اس ملک کی قرارداد کو منظور کیا آج آئین میں جتنے بھی تھن ہوتے ہیں اُس کی پاسداری کرنا اسمبلیوں کا فرض ہوتا ہے آج جو فیصلہ آپ کے سامنے آ رہا ہے پوری دنیا میں ہماری جگہ بنسائی ہو رہی ہے جناب اسپیکر صاحب ہم کسی کو بُر اور کسی کو اچھا نہیں کہا رہے لیکن ہم آئین کی بات کر رہے ہیں ہم آئین کو مقدم جان رہے ہیں ہم آئین کو وہ درجہ دیتے ہیں جناب اسپیکر صاحب میرا خیال ہے کہ یہ بھی ہمارے لیے ایک مقدس آئین ہے جو یہ مقدس ایوان نے بنایا ہے۔ آج پچاس سال پر جب پاکستان کے آئین کو پچاس سال مکمل ہوئے ہیں، ہم آج اس پر ہم خود اندازہ کر لیں کہ ہم کس چیز پر debate کر رہے ہیں؟ آیا وہ جن لوگوں نے یہ آئین بنایا آج ہم ان کی روح کو کیا سکون دے رہے ہیں؟ بلکہ ان کی روح کو تڑپا رہے ہیں کہ جو آپ محنت کر کے جو آپ انھیں محنت کر کے جو آپ نے قربانیاں دے کر ملک پاکستان کا آئین بنایا آج اس حشر نشہر بگڑ رہا ہے میں زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ یہاں میرے بھائی روزے دار ہیں اور ٹائم کافی ہو رہا ہے۔ لیکن میں جناب اسپیکر صاحب ہاتھ جوڑ کر سپریم کورٹ آف پاکستان چیف جسٹس صاحب سے اپیل کرتا ہوں میں ایکشن کمیشن سے اپیل کرتا ہوں میں وزیر اعظم پاکستان سے اپیل کرتا ہوں کہ خدار ہاتھ جوڑ کر آپ سے اپیل ہے کہ 14 مئی کے ایکشن کو فوری طور پر ماقوی کیا جائے اور ایک ہی دن ملک پاکستان میں ایکشن کروایا جائے اور جناب اسپیکر صاحب ایک میں تجویز یہاں دینا چاہتا ہوں کہ جس قسم کے حالات میں یہ اسمبلیاں توڑی گئیں اگر آپ اُس کے پس منظر میں جائیں تو جناب اسپیکر اُس ہاؤس میں پاکستان کا سب سے بڑا ہاؤس پنجاب ہاؤس ہے جہاں تین سو سے above سیٹیں

یہاں ملک پاکستان کا سب سے بڑا revenue generate کیا جاتا ہے لیکن آپ دیکھیں کہ چند ایک پارٹی کے لوگوں نے پوری اسمبلی کو توڑ دیا۔ جناب اسپیکر صاحب اگر ہم آئین کو اور دوسرے لوگوں کی بھی جواہر لیشن جیت کر ان ایوانوں میں پہنچتے ہیں اگر ان کے حلقوں کی اُن کے عوام کی آواز کو سنیں میں کہتا ہوں کہ اسمبلی توڑنے کا right 2/3rd جب تک majority نہ ہو اسمبلی نہ توڑی جائے۔ کیونکہ اگر کسی کی خواہش پر اسمبلیاں توڑی جائیں اور بنائی جائیں پھر اس غریب عوام جو آج ملک کا وزیر اعظم اس غریب عوام کیلئے آتابانٹ رہا ہے تو پھر ایکشن اگر ہوتے رہے اپنی مرضیوں سے اسمبلی توڑی جاتی رہی تو اس غریب عوام کا کیا ہوگا؟ یہ غریب عوام ہمارے گھروں تک پہنچ جائے گی اور ایک روٹی پر جناب اسپیکر! لڑائی ہوگی۔ آج بھی وقت ہے یہ 20 ارب یا 30 ارب یا 40 ارب جو ہم ایکشن پر لگا رہے ہیں اس کے 20 ارب اور ڈال کر ہم ایک ہی وقت میں ملک پاکستان کا ایکشن کرائیں اور جمہوریت کو آنے دیں جمہوریت جناب اسپیکر! Third time! چل رہی ہے چوتھا اس term ہے پانچ سال اس کو پورے ہونے چاہیے، in-House جو تبدیلی ہوتی ہے اور میں ہمیشہ بارہا کہہ چکا ہوں کہ اسمبلی سے ہمارے عمران خان صاحب کو اسمبلی سے کسی نہ نہیں نکالا اُس کے اپنے MNAs نے نکالا، اور یہ انکا right ہے کہ انکو کون پسند ہے کون پسند نہیں ہے عدم اعتماد کی تحریک آتی ہے اُس میں MPAs اور MNA کی صوابدید ہوتی ہے کہ اگر انہیں کوئی لیڈر پسند نہیں تو وہ اُس کے خلاف عدم اعتماد کر سکتے ہیں۔ تو میری گزارش ہے کہ معیشت کے حوالے سے اور ایکشن کے حوالے سے 14 مئی کے پنجاب کے ایکن کوفوری طور پر ماقوی کیا جائے میری یہ گزارش ہے تینوں سربراہان سے کہ اپنے ملک کو بچایا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: Thank you جی۔ نور محمد مژاہ صاحب۔
سینئر وزیر منصوبہ بندی و ترقی: شکریہ جناب اسپیکر! آج جو قندھاری بازار کوئٹہ میں جو دھماکہ ہوا اس میں جو لوگ شہید ہو گئے۔

جناب اسپیکر: کیا ہیں؟ کوئی رپورٹ نہیں دی ہے انہوں نے ضیاء نے؟ چار شہید ہو گئے ہیں!۔
سینئر وزیر مذکومہ منصوبہ بندی و ترقی: یہاں پر social media پر چل رہا ہے کہ چار بندے شہید ہو گئے اُس میں اور باقی کچھ لوگ زخمی ہو گئے تو شہداء کیلئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ابھی تو انکا جنازہ تو نہیں ہوا۔
سینئر وزیر مذکومہ منصوبہ بندی و ترقی: نہیں میں ویسے دعا اللہ تعالیٰ سے تو ما نگ سکتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ اسمبلی میں دعا کریں اسمبلی میں دعا نہ کریں دعا پیشک بعد میں پڑھ لیں۔ (مداغلت)۔
جناب محمد عارف جان محمد حسni: پڑھا لیں جناب اسپیکر!۔

جناب اسپیکر: تو مولوی صاحب نہیں ہیں ادھر، وہ نماز پڑھانے کے ہوئے ہیں۔ پڑھیں خود ہی پڑھا لیں بسم اللہ کریں۔
(جناب نصراللہ خان زیرے صاحب نے دعائے مغفرت کرائی)

جناب اسپیکر: اللہ جم کرے۔

سینئر وزیر مکملہ منصوبہ بنڈی و ترقی: شکر یہ جناب اسپیکر! میں آج ابھی آج کی قرارداد آج کا رروائی کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر! آج ہماری ایوان میں یقیناً ایک خوشی کا مقام ہے کہ پورا پاکستان کی سول سوسائٹی divided ہمارے مختلف ادارے تقسیم ہے اور ہمارے بلوچستان اسمبلی سے ایک قرارداد جو کہ متفقہ طور پر پاس ہو کے اسلام آباد یا مقام بالا کو ایک میتح دے رہا ہے۔ تو یقیناً ہمارے لئے ایک بڑی خوشی کی بات ہے۔ جناب اسپیکر! میں تو، قرارداد کی ہم نے حمایت بھی کی اور پاس بھی کر لیا قرارداد کے حوالے سے دوستوں نے بات کی۔ قرارداد ہے کہ الیکشن پاکستان میں ایک ہی وقت پر ہونا چاہیے یقیناً اس پر میرے خیال میں کوئی دوسری رائے ہے نہیں یہ الیکشن ایک ہی وقت پر ہونا چاہیے کیونکہ میرے خیال میں پاکستان کی تقریباً اکثریتی رائے یہی ہے کہ الیکشن ایک ہی وقت میں ہونا چاہیے۔ کیونکہ ان کے کافی نقصانات بھی ہیں اور ان کے side effects بھی ہیں اور انکے آنے والے دور میں کوئی اچھے نتائج بھی نہیں نکلیں گے۔ جناب اسپیکر! جس طرح آج کل ہماری سوسائٹی divided ہے تو بڑی افسوس کی بات ہے کہ ہماری ایک اعلیٰ عدالتی جس سے ہم بڑی امید کرتے تھے اور ہے ابھی بھی اور ہمارے لئے قبل احترام ہے سارے judges اور سارے ادارے لیکن جس سے ہم امید کرتے تھے کہ ہمارے divided معاشرے میں جہاں بے انصافی ہوتی تھی جہاں پر لوگ جس کے ساتھ دونوں پارٹی جا کے وہاں ان سے انصاف لیتے تھے لیکن وہاں سے بھی کوئی تقسیم کی آوازیں شروع ہو گئی تو یہ یقیناً ہمارے لئے نیک شگن نہیں ہے۔ تو امید ہے کہ جس طرح وہاں پر ایک تقسیم کی باتیں چل رہی ہے اور جس سے بھی یہ تقسیم شروع ہوئی ہے تو میرے خیال میں ایک فرد کی وجہ سے اگر عدالتی پر ایک بات اٹھتی ہے تو میرے خیال میں اس ایک فرد کو سوچنا چاہیے اور اپنے خود ہی surrender کرنا چاہیے۔ جناب اسپیکر! یہ باتیں ہوئے کہ الیکشن ایک صوبے میں، پھر خاص کر پنجاب کے صوبے میں عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ دیا کہ پنجاب میں الیکشن فلاں تاریخ کو ہونا چاہیے۔ بالکل آئین پاکستان میں یہ واضح طور پر لکھا ہے کہ اسمبلی جب time سے پہلے ٹوٹ جائے تو 90 دن کے اندر الیکشن ہونا ضروری ہے۔ لیکن یہ ہمارے آئین پاکستان یہ کوئی قرآن کریم تو نہیں ہے کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی؟ یہی قومی اسمبلی نے، یہ ایک قانون ساز ادارہ ہے تو یہی آئین پاکستان بھی انہی اسمبلیوں سے بن کے ہے لیکن آج کل یہی اسمبلی کی آوازیں اُٹھ رہی ہیں اسمبلی کی قراردادیں آرہی ہیں اور اسمبلی سے یہی لوگ قراردادیں پاس کر کے یہ ایک فیصلہ کرتے ہیں کہ الیکشن جو ہیں ایک وقت پر ہونا چاہیے ایک صوبے میں الیکشن نہیں ہونا چاہیے۔ جناب اسپیکر! انکے نقصانات اور انکے فائدے، ایک تو ظاہری بات ہے کہ ہمارے ملک میں census ہو رہا ہے تو

آئین پاکستان میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب census ایک دفعہ ہو جائے تو پھر پُرانے حلقہ بندیوں پر ایکشن نہیں ہو سکتا، اُس کے لئے delimitation ضروری ہے۔ تو ہم اُمید سے بیٹھے ہیں کہ جب ایکشن census ہو گا اور جہاں جن حلقوں سے زیادتی ہوئی ہے ان حلقے کے لوگ اُمید سے بیٹھے ہیں کہ ہماری نئے حلقہ بندیاں ہوں گی اور واقعی بات بھی یہ ہے کہ census جب ہو جائے گا، اُس کے بعد پھر ایکشن، ابھی پہلے ایکشن جب ہو گا تو اس کے پھر کیا اثرات ہوں گے؟ پھر نئے حلقہ بندیاں ہوں گی پھر اُس پھر ضمی ایکشن ہوں گے ایک یہ نقصان ہے۔ دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! پنجاب ایک بہت بڑا صوبہ ہے، ہماری عدالت عالیہ نے ایک ہی صوبے کے لیے بلکہ خیر پختونخواہ کے لئے بھی کوئی تاریخ نہیں دی تو ایک صوبے کے لیے ایک تاریخ دی، اگر ایک صوبے میں وہ ہمارے ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے 180 سیٹیں ہیں قومی اسمبلی کی، تو اس کا مقصد یہ ہے کہ جس تاریخ کو بھی ایکشن ہو جائے تو اُس دن سے یہ پتہ لگ جائے گا کہ فلاں پارٹی جو ہے بر سر اقتدار آئے گا اور فلاں پارٹی کا وزیر اعظم بن جائے گا۔ تو پھر ہمارے ان چھوٹے صوبوں کی ایکشن کی پھر کیا حیثیت رہ جائیگی اور ہماری تو پھر رائے کی کوئی معنی ہی نہیں رہے گی کہ ہم جس پارٹی کو بھی منتخب کریں گے جس پارٹی کو بھی ہم ووٹ دیں گے، پورے پاکستان کی سیٹیں ایک طرف اور ایک پنجاب کی سیٹیں دوسری طرف، تو ظاہری بات ہے جس تاریخ کو ایکشن ہوں گے پنجاب کی تو اُس تاریخ سے پتہ چل جائے گا، تو یہ پھر جب دوسرے صوبے میں ایکشن ہونگے تو ظاہری بات ہے تو دوسری طرف میں یہی پارٹی جا کے دوسرے صوبوں میں ایک ایکشن campaign چلائیں گے کہ آپ کو پتہ ہے کہ پنجاب میں ہم نے اکثریت جیت لیا، وزیر اعظم ہمارے بینیں گے تو آپ فلاں پارٹی کو کیوں ووٹ دینے؟ تو ظاہری بات ہے ایک صوبے کے پنجاب کے صوبے کے ایکشن پورے پاکستان پر ایک بڑا غلط آثر کرے گا جو کہ ہونا نہیں چاہیے۔ جناب اسپیکر! دوسری طرف یہ ہے کہ پنجاب کا result یقیناً پورے صوبے کی change کر سکتے ہیں اور اُس پر ایک بڑا آثر کر سکتے ہیں۔ تو میرے خیال میں اس وقت ضروری ہے کہ ایکشن ایک ہی دن ہونا چاہیے پورے پاکستان میں تاکہ پوری ایک قوم متفق ہو اس پر پورے ادارے متفق ہوں اس پر اور آج کل جدھر جدھر سے بھی آوازیں اٹھ رہی ہے آپ کو بھی سندھ سے یہی قرارداد پاس ہو کے آگیا، سینٹ سے یہی قرارداد پاس ہو کر آگیا، قومی اسمبلی سے یہی قرارداد پاس ہو کے آگیا، بلوچستان سے متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس ہو کے آگیا۔ تو میرے خیال میں ابھی جو فیصلے کرنے والے ہیں ان کو بھی کان کھول کے سننا چاہیے۔ ظاہری بات ہے یہاں پر جتنے لوگ بیٹھے ہیں یہ پورے بلوچستان کی آبادی کی نمائندگی ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ ایک کروڑ پچاس لاکھ کی آبادی جو آج کل نئے census کے مطابق ایک کروڑ پچاس لاکھ کی آبادی کی ایک آواز ہیں۔ تو جو بھی فیصلے کرتے ہیں ان کو ملزم کان کھول کے سنتا چاہیے کہ پوری پاکستانی سوسائٹی سے پورے پاکستانی اداروں سے ایک آواز آ رہا ہے کہ ایکشن ایک وقت پر ہونا چاہیے، تو ایکشن ایک وقت پر ہونا چاہیے جناب اسپیکر!۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ جناب اسپیکر! میں ابھی دوسری ایک

قرارداد جو کہ ہمارے دوستوں نے پاس کی کہ مردم شماری کی تاریخ کو extend کیا جائے۔ ظاہری بات ہے کہ ہم نے ان کی حمایت بھی کی اور قرارداد پاس بھی ہو گیا اسمبلی سے۔ تو میں اس میں تھوڑا سا اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ تاریخ extend ہو جائے میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں کہ زیارت حلقہ جو کہ آپ کو پڑتے ہے کہ سردری کی وجہ سے تقریباً کوئی آدھا آبادی migrate ہو کے کہیں اور چلے جاتے ہیں، کوئی میان چلے جاتے ہیں، کوئی بسی چلے جاتے ہیں کوئی تقریباً ہماری آدھی آبادی ابھی بھی زیارت میں حاضر نہیں ہے۔ تو یہ مردم شماری اگر اس وقت conclude کیا جائے تو ظاہری بات ہے کہ ہمارے لیے بہت بڑی نقصان ہے اور ہماری آبادی آدھا تصور کیا جائے گا۔ پہلے بھی اسی طرح ہوا ہے ہمارے زیارت کی آبادی ہر وقت جب سرد موسم شروع ہوتا تھا مردم شماری تو ہماری آبادی اکثر آدھی آبادی count ہوتی تھی۔ تو اس لیے ضروری ہے بلکہ صرف زیارت کے لینے بھی پورے بلوچستان کی آبادی جس طرح منتشر آبادی ہے اور جہاں تک میں نے سننا ہے کہ مردم شماری کے جو اساتذہ کرام ہیں، ان کے لیے نہ کوئی گاڑی کی بندوبست ہے، نہ ان کے لیے باقی conveyance کی کوئی ضرورت، نہ ان کے لیے کوئی مراعات وغیرہ ان کی ضروریات کے مطابق ان کو facilitate کیا ہے۔ تو میرے خیال میں جو statistic bureau ہے ان کو کم سے کم جو مردم شماری کرنے والے ہیں اُن کو facilitate کرنا چاہیے تاکہ وہ بلوچستان کے دور راز علاقوں میں جا کے لوگوں کی آبادی count کریں۔ پہلے سے بھی ہماری بلوچستان کی آبادی کم ہے اور یہ مردم شماری ہر حوالے سے بلوچستان کی عوام کے لیے ایک ضروری بھی ہے اور ہم پر امید بیٹھے ہیں کیوں کہ جناب اپسیکر آپ کو اچھی طرح علم ہے NFC award میں جو وسائل کی تقسیم ہوتی ہے وہ مردم شماری پر انہوں نے فوکس کیا ہے۔ ہماری رقبہ کو انہوں نے بہت کم ہی حصہ دیا ہے۔ جو کہ ہماری demand ہر وقت یہی رہا ہے کہ کم سے کم آبادی پس رقبہ کو ان کی برابر کھا جائے۔ لیکن یہ ہے کہ جو بھی فیصلے کرنے والے ہیں وہ اس بات کو تو سمجھیدہ لیتے بھی نہیں ہے۔ اور ہماری رقبہ جو ہے وہ انہوں نے ایسی غلط اس میں ڈالا ہے۔ کم سے کم بلوچستان کی 43% رقبہ جو ہے وہ پاکستان کا رقبہ ہے۔ تو یہ اس لحاظ سے جو کہ وسائل جو آبادی کے نیاد پر تقسیم ہوتے ہیں تو ہمارے لیے ایک موقع ہے تو اس موقع کو ہم غیمت سمجھ کر کم سے کم بڑھ چڑھ کر مردم شماری میں حصہ لینا چاہیں اور ہمیں کم سے کم time extend کیا جانا چاہیے۔ شکریہ مہربانی۔

جناب اپسیکر: thank you۔ عبدالخالق صاحب! رمضان کی وجہ سے کافی دوست میرا خیال ہے کہ روان دوان ہو گئے۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر کھیل و ثقافت): أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ بہت شکریہ اپسیکر صاحب میری کوشش ہو گی کہ میں مختصرًا بھی کہوں۔ اور ساتھ ہی ساتھ چونکہ رمضان کا مہینہ ہے اور repetition میری

کوشش ہو گی کہ میں repeat نہ کروں being youth minister مجھ سے کچھ دنوں پہلے کچھ سوال کیے گئے، interview لے رہے تھے، مجھے کہا گیا کہ آپ اس ملک کے youth سے کیا آپ مطمئن ہیں؟ اسلام آباد میں یہ تھا۔ پہلے میں عموماً جو ہے مثالیں یہ دیتا تھا کہ China نے آج جتنی بھی ترقی کی ہے یورپین ممالک نے ترقی کی ہے انہوں نے اپنے youth کی بدولت کی ہے۔ جس دن جو ہے youth drug addict میں بتلاتھے China اُس وقت وہ اُنکے youth جو غیر ذمہ دار بھی تھے اور China بہت پسمندہ بھی تھا۔ لیکن جس وقت جو ہے China کے youth نے فیصلہ کیا کہ انہوں نے جو ہے ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا ہے اور ایک ذمہ دار youth کی طرح اپنے ملک کو ترقی دینا ہے، اور آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ China دنیا کی اُس top level کے مطلب ہر حوالے سے اقتصادی طور پر اور defence point of view کا ملک قرار پایا ہے اس وقت جو ہے۔ تو مجھے کہا گیا کہ آپ کا میں نے کہا کہ ہمارے youth کو disturb کیا گیا ہے ہمارے youth کے ذہنوں کو آلودہ کیا گیا ہے۔ ہمارے youth کو سابقہ چارسالوں میں ہمارے youth کو جس طریقے سے انہوں نے اپنے ذاتی مفادات کے لیے use کیا ہے، وہ youth نہیں رہا ہے، وہ ذمہ دار youth نہیں ہے وہ جوان نہیں ہیں بلکہ وہ ایک ذمہ دار کی بجائے وہ ایک fans بنا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کس طرح کہتے ہیں کہ وہ fans ہیں؟۔ میں نے کہا کہ جس طرح شاہزاد خان کے گھر کے سامنے جو ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ چارہزار، دس ہزار لوگ جا کے جو ہے صرف وہ ہاتھ ملاتا ہے اُن کو like کرتا ہے۔ وہ کس حوالے سے کرتا ہے کہ بھائی یہ شاہزاد خان ہے۔ ابھی اگر ان سے پوچھا جائے کہ اس شاہزاد خان نے آپ کے لیے کیا کیا ہے؟ کوئی بھلی، پانی کوئی سہولت، شہری حقوق دیئے، کیا کیا ہے؟۔ آپ کو اشن پہنچایا؟ کہتا ہے نہیں ہم تو fan ہیں۔ ابھی شاہزاد خان جو ہے یا کوئی دوسرا ایسا بھنگن جو بھی acting وہ کرتا ہے، جو بھی وہ کرتا ہے جس بھی لیوں پر جاتا ہے، کبھی وہ گبر سنگہ امجد خان کی طرح بتتا ہے آج نیا کشے کمار گبر سنگ بن کے مطلب hero کا روں ادا کرتا ہے۔ پرانے گبر سنگ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اگر وہ transgender کا گیٹ آپ بناتا ہے تب بھی اُس کو پسند کیا جاتا ہے کہ شاہزاد خان ہے۔ اگر وہ کسی کو مارتا ہے تب بھی اُس کو پسند کیا جاتا ہے، اگر وہ خود مار کھاتا ہے تب بھی، اگر وہ پاگل کا روں ادا کرتا ہے تب بھی لوگ اُس کو پسند کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہمارے youth، youthiya، دوسرا الفاظ غیر پاریمانی ہو گا میں استعمال نہیں کروں گا، وہ بنا ہوا ہے۔ وہ اپنی ذمہ داری کا مظاہرہ اس وقت نہیں کر رہا ہے اُن کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے۔ جب بارہ، بارہ سو لوگ ہمارے اداروں میں مطلب بارہ سو لوگوں کو پہنچیں پہنچیں ہزار روپے monthly دیا جاتا ہے، چاہے اُن کا job ہے کچھ بھی ہے نہیں ہے اُن کو دیا جاتا ہے اپنے مفادات کے لیے اپنی ہی مفادات یا ادارے کی مخصوص مفادات کے لیے استعمال کرتا ہے تو youth اسی طرح بنا جاتا ہے۔ اور ہم اس چیز کو اسی لیے کہتے ہیں کہ ہم اب

جو اس وقت پنجاب میں ایکشن کروانا ایک خونی ایکشن ہو گا۔ اس کو میں اس factor میں دیکھتا ہوں کیوں کہ ہماری youth کی ذہنوں کو آپ نے آلوہ کیا ہے انہیں disturb کیا ہے انہیں مار دھاڑ سکھایا ہے۔ انہیں ہنگامہ آرائی آپ نے سکھایا، ان کے ذہنوں کو اس طرح آلوہ کیا ہے کہ آپ اپنے opponents کو عدم برداشت کا مظاہرہ کریں آپ برداشت ہی نہ کریں۔ آپ اپنے opponents کو کسی صورت میں آپ برداشت نہ کریں۔ جب اس طرح کی youth ہو گا تو یہ ایکشن ہو گا جس میں ہمارے جو پنجاب میں ہو رہے ہیں یہ آپ باور کر لیں کہ یہ آنے والے سالوں کے لیے ایسا خود الودا ایکشن ہو گا جس میں ہمارے سینکڑوں کی تعداد میں ہمارے youth جو ہے اس میں قربان ہوئے۔ کیوں کہ انہیں سکھایا ہی انہیں گیا ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے خدارا جو غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کر رہے ہیں، institution آپ کوئی ایک آدمی کا نہیں ہے کہ ثاقب ثنا ر صاحب پہلے تھا جو بھی دبنگ فیصلے وہ کرتا تھا جو بھی وہ hero بن کے فیصلہ کرتا تھا۔ اور آج بھی مطلب اُسی طرح ہم اُس کے پیچھے چل پڑے ہیں۔ یا چودھری افتخار صاحب جو ہے اس میں۔ کم از کم ہمارے عدالیہ میں خدا کے واسطے ہماری عدالیہ میں وہ چیزیں نہ ڈالا جائے جس سے آج ہماری چیمہ گویاں تو کیا اب ہر جگہ میں مطلب گردش کر رہی ہے انہیں گردش کر رہی ہیں کہ یہ bias کا لفظ مطلب یہ تو ہیں ہے جب ہم کہتے ہیں کہ اس ادراے کی sanctity یا اس کی عظمت ہے ان کی credibility ہے، ان کی معتری ہے، تو اپنے اس معتری کو برقرار رکھنے کے لیے آپ کو institutional approach کو اپنانا ہو گا، جب تک آپ اس طرح individualism سے لکھنا ہو گا، آپ نے points ہیں، من عن اس کی حمایت کرتا ہوں۔ thank you very much

جناب اسپیکر: گا کہیں نہ کہیں لیکن وہ نہیں لیا انہوں نے۔ اچھا جی!
جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 13 اپریل 2023ء بوقت تین بجے سے پہر تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجکر 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)